قال اللہ عزوجل انت

المختار المنتخب

کرنل (ر) محمد انور مدنی (بندۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی کی لکھی ہوئی (بندۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

تصانیف

(منفعت یعنی بغیر کسی قیمت کے)

خوشبوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب کُلی علم غیب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا ایڈیشن

حاکم کائنات (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کُلی ایمان (مسٹر اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے رد میں)

اصل الموجودات (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

مختار منتخب (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

شریعت اور عشق (شریعت عشق مصطفےٰ ہے اور عشق مصطفےٰ ہی شریعت ہے)

اللہ تعالیٰ کی تلاش (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ)

الزام شرک کے رد میں بے تکے فتوے دینے والوں کے لیے صراط مستقیم

محب اور حبیب کی گفتگو قرآن

نوٹ: ان کتابوں کا انگریزی ترجمہ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ جلد منظر عام پر آ جائے گا۔

کتابیں حاصل کرنے کا پتہ: AA-22 فیز 4 ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور کینٹ

یا محمد رحمۃ للعالمین رؤف الرحیم

آپ مختار کل ہیں

قال اللہ عزوجل انت

کرنل (ر) محمد انور مدنی (بندۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

نام کتاب	________	مختار منتخب
مصنف	________	کرنل (ریٹائرڈ) محمد انور مدنی
تعداد	________	پانچ سو
اشاعت اول	________	ربیع الاول ۱۴۱۷ھ جولائی ۱۹۹۶ء
ٹائٹل	________	عاطف بٹ
کمپوزنگ	________	عظیم کمپیوٹر ٹریننگ' کمپوزنگ اینڈ سروس سنٹر' اردو بازار' لاہور
قیمت	________	اللہ اور رسول کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی۔ کیونکہ اللہ اور رسول زیادہ حقدار ہیں کہ اسے راضی کریں۔

(وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ)

(توبہ)

فہرست مضامین

روئے سخن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات اپنے برگزیدہ انبیاء کو عطا کیں۔ اور سب سے بڑھ کر تمام انبیاء کرام کے سردار' کائنات کے حاکم' اصل الموجودات اور جو ذات اقدس اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہے کو سب سے زیادہ عطا کیں۔ ان صفات میں دیگر صفات مثلاً علوم اور نورانیت کے ساتھ ساتھ اختیارات بھی عطا کر دیئے جو کہ درجہ محبوبیت کا تقاضا ہے۔ اس صفت کو شریعت کی اصطلاح میں تصرف کہتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نظام کائنات کو چلانے کا ایک طریقہ بنایا ہے اور اس کا یہ طریقہ ہی بہترین طریقہ ہے۔ ان عطاؤں کا ذکر قرآن میں بہت دفعہ آیا ہے اور پھر ہمارے آقا ﷺ کے بھی بہت فرمان مبارک ہیں۔

۳۔ مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد ہی حب نبی ﷺ ہے۔ غیر مسلموں نے (خصوصاً عیسائی اور یہودی) شروع سے ہی ایک مشن باندھا وہ یہ کہ مسلمانوں کے دلوں سے نبی ﷺ کی محبت ختم کر دی جائے اور پھر انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے۔ ہمارے ہاں لعنتی انگریز کی بھی یہی پالیسی تھی اور اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہا۔ مسلمانوں میں فرقہ بندی کی بنیاد انگریز ہی کی پالیسی تھی۔ نئے جھوٹے مدعی

نبوت کا کارنامہ بھی انگریز کے کھاتے میں جاتا ہے۔

۴۔ بندہ نے اس ضمن میں اپنے محبوب ﷺ کی اس صفت اقدس کو اجاگر کرنے کے لئے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے۔ اور فرمان الٰہی انت المختار المنتخب یا محمد کے مطابق ہی اس کا نام رکھا ہے۔ انشاء اللہ یہ عشاق کے لئے تحفہ خوشبوئے رسول ﷺ ثابت ہو گا۔ اور کئی سادہ لوح مسلمان (جو گستاخان رسول کے چنگل میں پھنس کر اپنا ایمان گنوا بیٹھتے ہیں) اس سے مستفید ہوں گے۔

فقط مخلص

کرنل (ر) محمد انور مدنی

(بندۂ رسول ﷺ)

مختار منتخب

حدیث قدسی :- عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْتَ الْمُخْتَارُ الْمُنْتَخَبْ

المختار المنتخب :- وعندک مستودع نوری وکنوز ہدایتی من اجلک اسطح البطحاء امرج الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنہ والنار ثم اخفی اللہ الخلیقۃ فی غیبہ وغیبہا فی مکنون علمہ ثم نصب العوالم وبسط الزمان ومرج الماء واثار الزبد وہاج الریح فطفا عرشہ علی الماء فسطح الارض علی وجہ الماء ثم استجابہا الی اطلاعۃ فاذعنت بالا ستجابہ ثم انشاء اللہ الملائکۃ من انوار ابتدعہا وانوار اخترعہا وقرن بتوحیدہ بنوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فشہرت فی السماء قبل مبعثہ فی الارض فلما خلق اللہ ادم.... تا آخر حدیث (مطالع المسرات ص ۱۰۷)

توراۃ میں ذکر :- عن کعب الاحبار قال فی التوراۃ مکتوب قال اللہ محمد عبدی المتوکل المختار (مطالع المسرات ص ۱۱۹) کعب بن احبار سے روایت ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد میرے بندے اور متوکل مختار ہیں۔
(۲) اسم محمد ﷺ۔ المختار المتخلص۔ (مطالع المسرات ص ۱۱۸)

حدیث پاک :- رواہ مسلم۔ انی رسول اللہ علیہ وسلم قال بعثت بجوامع

الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم رایتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی متفق علیہ

مسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا اور ہیبت سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سو رہا تھا۔ تو میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

تشریح :۔ تمام زمینی خزانوں کی چابیاں دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنا دیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرما دیں۔

اللہ عطا کرتا ہے میں بانٹتا ہوں :۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں آپ ﷺ بہ عطاء الٰہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں۔ حضرت ربیعہ بن کعب نے حضور ﷺ سے جنت مانگی جو منظور فرما لیا گیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ساری زمین میرے سامنے رکھ دی گئی جیسے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یعنی تمام سلطنت عطا کر دی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ پوری کائنات آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ مشاہد (حاضر ناظر) کے بھی یہی معنی ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یارو مددگار جسے کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تمہیں یارو مددگار بنایا

خیر کثیر کی عطا اور اختیارات :۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمایا۔ خیر کثیر میں بہت کچھ گویا کہ سب کچھ آجاتا ہے۔ رحمت کرنا، غنی کرنا، فضل کرنا، کرم کرنا، گویا کہ جو آپ ﷺ کی شان شایاں ہے۔

کائنات کا سلطان

سورہ رحمٰن میں فرمان الٰہی ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۝ (۳۳/۵۵) اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم میں استطاعت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حدوں کو پار کر سکو تو پار کرو۔ نہیں تم پار نہیں کر سکتے مگر وہ جو سلطان ہے۔ یہاں سلطان کے معنی بااختیار، حاکم، سند والا اور غلبہ والا کے ہیں۔ اور آپ ﷺ کا معجزہ شب معراج تمام آسمانوں کو پار کرنا، حجابات کو پار کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ سے بات چیت اور دیدار (بغیر کسی وسیلے کے) آپ ﷺ کی حاکیت اور مختار ہونے کی دلیل ہے۔

مختار کی ہر چیز مطیع: مختار کا اختیار ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو اس کی مطیع ہو۔ ظاہر ہے جو چیز مطیع نہ ہو اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہوتا یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۸۰/۴) جس نے رسول کی اطاعت کی پس اس نے بیشک اللہ ہی کی اطاعت کی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کروانے کا اختیار بھی دے دیا۔ ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ذرہ ذرہ کرتا ہے جس آخری حد تک گنا جائے۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ ذرہ ذرہ (آخری حد تک) رسول اللہ کی اطاعت کرے گا تب ہی تو اللہ کی اطاعت کہلوائی جائے گی۔ دوسرا نکتہ یہ نکلا کہ آپ ﷺ کا ذرہ ذرہ مطیع ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان بردار ہے آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ اور مطاع کو اپنے ہر مطیع کا علم ہوتا ہے۔ تب ہی تو مطاع کو پتہ ہو گا کہ کون کون اس کا مطیع ہے۔ جس سے ایک اور دلیل ثابت ہوئی کہ آپ ﷺ کو ذرے ذرے کا علم ہے۔ یعنی آپ ﷺ "صاحب کلی علم غیب" ہیں۔

اقلام تقدیر میں تصرف

آپ ﷺ کی ہر چیز مطیع ہے اور آپ کے تصرف میں ہے جب چاہیں اور جیسے چاہیں آپ کے حکم اور آپ کے عمل کی منتظر ہیں۔ قرآن حکیم میں بہت سی ایسی مثالیں دی گئی ہیں۔ جہاں آخری بات اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر ختم کر دی کہ اگر تم میرے محبوب بنا چاہتے ہو تو میرے محبوب کی پیروی کرو۔ سورۃ نور میں فرمایا نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور میرے حبیب کی اطاعت کرو میں تم پر رحم کر دوں گا۔ اب چونکہ بات تصرف کی ہو رہی ہے۔ ایک اور ٹھوس قرآنی دلیل دینے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم عام انسانوں کے لئے احکامات لکھ ڈالے ہوئے ہیں مثلاً (کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ) تم پر روزے فرض کر دیئے گئے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ (کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ) تم پر جہاد فرض کر دیا گیا مگر جب معاملہ محبوب کا ہو جسے مختار بھی بنا دیا گیا ہو تو عقلاً یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ لکھنے وغیرہ کا معاملہ بھی آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۝ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا ۝ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡهِ.... ۝ ترجمہ۔ اے جھرمٹ مارنے والے، رات میں قیام فرما۔ سوا کچھ رات کے آدھی رات۔ یا اس سے بھی کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ ـــــ تو جناب عالی یہ ہے اور اختیار کہ قیام نصف رات سے چاہے کم کر دیں یا چاہیں کچھ بڑھا دیں۔ یہ آپ ﷺ کے اختیار میں ہے ـــــ قلموں کا لکھنا عام لوگوں کے لئے ہے نہ حاکم کائنات کے لئے کیونکہ اقلام تقدیر آپ کی مطیع ہیں۔

سورج اور چاند مطیع:۔ (ا) تصرف کی بات کرتے ہوئے ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ معجزات کی ضرورت کافروں کے لئے ہوتی ہے۔ وہ اس لئے کہ ان کو ایسی چیزیں کر کے دکھائی جائیں تاکہ ان کی عقل عاجز ہو جائے اور وہ نبی کی نبوت ماننے کے قائل ہو جائیں۔ مومنوں نے کبھی بھی معجزہ طلب نہ کیا۔ یہ کافر ہی تھے جو طرح طرح کی باتیں کرتے اور معجزات طلب کرتے۔ چنانچہ اسی بنا پر کافروں نے کہا تھا کہ اس چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیجئے۔ چنانچہ مطاع نے حکم دیا مطیع حکم بجا لایا۔ کفار کی عقلیں عاجز آگئیں اور مومن ویسے خوش ہو گئے کیونکہ انہیں پتہ تھا اور ہے

کہ یہ کوئی بڑی انوکھی بات نہیں وہ اس لئے کہ ہر چیز آپ ﷺ کی مطیع ہے اور مطیع کو مطاع کا حکم ماننا پڑتا ہے۔

(ب) سورج ایک مقرر کردہ راستے پر چلتا رہتا ہے۔ یہ اسے حکم ہے کہ تم ایسا کرتے رہو جب تک کہ تم کو اگلا حکم نہ ملے۔ مدینہ طیبہ میں مولا علی شیر خدا علیہ السلام کی نماز عصر کا وقت نکل جاتا ہے اور مولائے کائنات کی آنکھوں کے آنسو۔ حاکم کائنات کے چہرہ اقدس پر گرتے ہیں اور بیدار ہو کر پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ نماز عصر کا وقت گزر گیا۔ یہاں تو بات حاکم کائنات سے کی جا رہی ہے جس کی ہر چیز مطیع ہے اور پھر اس مطیع اور فرماں بردار سورج کو حکم ملتا ہے کہ واپس لوٹو اور عصر کی نماز کے وقت پر اپنی جگہ پہنچ جاؤ۔ اور وہ حکم بجالاتا ہے۔۔۔۔ ہے ناں حاکم کائنات کا تصرف۔

ملک الموت کا اجازت لے کر حاضر ہونا اور فرمانا حق تعالیٰ نے آپ کو اختیار فرمایا ہے

عرض کی یا رسول اللہ حق تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے اور بلاتا ہے۔ اس میں آپ کو اختیار مرحمت فرمایا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں اگر فرمائیں تو نہ قبض کروں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ملک الموت' جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اپنے اس کام میں مشغول ہو جاؤ ان کے ساتھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ زمین پر میرا آنا یہ آخری ہے۔ اور میں آپ ﷺ کے لئے آتا تھا۔

یہ اختیارات کی مہر تھی۔

جبیب ہی مختار ہوتا ہے :۔ ابن عساکر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور آپ ﷺ کو حبیب فرمایا۔ اور کوئی مخلوق تم سے زیادہ عزت والی نہ بنائی اور دنیا اور اس کے دنیا والے اس لئے پیدا کیے کہ وہ جان لیں کہ جو آپ کی عزت و منزلت میرے ہاں ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ چنانچہ محبوب ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ تمام مخلوق آپ کی طفیل بنائی گئی۔ محبوب اپنے محب کے "کل" کا مختار ہوتا ہے اس کے مقابلے میں شریک "کل" کا مختار نہیں ہوتا۔ محب جب چاہے اس "کل" میں سے جتنا چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔ لیکن شریک ایسا نہیں کر سکتا۔ اور آخری بہت اہم بات وہ یہ ہے کہ شراکت ختم ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ختم نہیں ہوتی۔ اس لئے عقلی طور پر ثابت ہوا کہ محب نے جو فرمایا کہ آپ (ﷺ) میرے حبیب ہیں اور پھر فرمایا مختار منتخب ہیں' تو دونوں اعزاز ایک دوسرے سے متصف ہیں۔ محبوب ہی مختار ہوتا ہے اور جو مختار ہو وہی محبوب بھی ہوتا ہے۔

مختار کے اختیارات

مختار کے معنی ہیں اختیارات والا۔ وہ ہستی جو بااختیار ہو اور اسے اپنے ماتحت چیزوں کو صرف کرنے کی قدرت ہو۔ چنانچہ یہ بات تو عقلی طور پر ثابت ہو چکی کہ اختیارات اتنے ہیں ہمارے آقا ﷺ کے جن کا گننا بہت مشکل ہے۔ اور پھر ان اختیارات کے متعلق صرف ایک ہی طریقہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بتا دیا ہے۔ وہ یہ کہ

پیمانہ:- وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

ترجمہ۔ اور جو رسول دے دے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو۔

یہ ہے وہ پیمانہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کے اختیارات کے متعلق بتا دیا۔ لفظ "ما" میں "سب کچھ" آجاتا ہے۔ گویا کہ وہ مکمل اختیارات کا حامل ہے جو دے دے لو اور جس کام سے منع کرے باز رہو۔ اس سے بڑھ کر اختیارات کی اور کوئی دلیل نہیں۔ قرآن و حدیث وہ ہے جو الفاظ مختار المنتخب کے منہ مبارک سے نکلے۔ نماز میں ثناء، التحیات اور درود ابراہیمی پڑھتے ہیں حالانکہ یہ قرآن کے کسی پارہ میں نہیں لیکن چونکہ "مختارِ کل" نے بتا دیا ہے اس لئے یہ نماز بن گئے۔ شریعت بن گئے۔

عظمتِ مختار۔ شجر حجر نے کی:- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ سے باہر جاتا گرد و نواح میں تو شجر اور حجر آقا ﷺ کا استقبال اسلام علیک یا رسول کہہ کر کرتے ــــــــ سفر شام میں بحیرہ نامی راہب نے خبر دی کہ اس نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا اور شجر و حجر آپ (ﷺ) کو سجدہ کرتے تھے۔

فرمان مختار ﷺ

(ا) اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آج امریکہ کے سائنسدانوں نے احد پہاڑ کے پتھروں کا تجزیہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس میں سونا ہے۔ اور وہ اس لئے ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے اشارہ کیا کہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونا بن جائے۔

(ب) ربیعہ بن کعب جو آپ ﷺ کے خادم تھے۔ آپ نے فرمایا "سل ربیعہ" ربیعہ مانگو ایسا سوال تو وہی کرنے کو کہہ سکتا ہے جو بااختیار ہو اور اس کے پاس دینے کو بھی بہت کچھ ہو۔ ربیعہ نے بھی کیا مانگا۔ مال و دولت نہیں مانگا پس یہ کہ یا رسول اللہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔

مختار۔ تمام مخلوق کے لئے ہے :۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا تم کہہ دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جمیعا میں اللہ کے سوا باقی تمام مخلوق آجاتی ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے لئے مختار، صادر عنداللہ ہیں۔

مختار کا وسیلہ ہی صرف ایک وسیلہ ہے :۔ مختار کے اختیارات کا قرآن و حدیث سے تو پتہ چل گیا اور عقلی طور پر بھی ثابت ہو گیا کہ ہمارے رسول اکرم ﷺ ہی مختار "کل" ہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ تو عقل یہ کہتی ہے کہ بہترین وسیلہ ہی مختار کا وسیلہ ہے۔ یہ اگلے صفحات میں قرآن و حدیث سے بھی ثابت کر دیا ہے۔

مالکِ حقیقی

ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی عطا کے بغیر کوئی ایک ذرہ کا مالک نہیں پھر اس مالک حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے بندوں کی یہ ملکیت عطائی ' عارضی اور مجازی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ذاتی ' دائمی اور حقیقی ہے۔ اس عطا اللہ کا ذکر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے ملاحظہ ہو آیات قرآنیہ۔

(ا) قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ

ترجمہ۔ کہو اے اللہ۔ ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔

(ب) وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (۴/۵۴)

ترجمہ۔ ہم نے اولاد ابراہیم کو بہت بڑا ملک دیا

(ت) وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ (۳۸/۳۶)

ترجمہ۔ ہم نے سلیمان کے زیر فرمان ہوا کو کر دیا جو ان کے حکم سے چلتی تھی۔

(ث) اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (۱۸/۸۴)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

(ج) وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ (۲۷/۲۳)

ترجمہ۔ ملکہ بلقیس کو ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

(ح) اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (۲۱/۱۰۵)

ترجمہ۔ اس زمین کے وارث تیرے نیک بندے ہوں گے

(خ) وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ (۳۴/۱۲)

ترجمہ۔ ہم نے حضرت سلیمان کے تابع ایسے جن کر دیئے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔

(د) وَاٰتٰاهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ وَالْحِکْمَةَ (۲/۲۵۱)

ترجمہ۔ اللہ نے داؤد کو ملک بھی دیا اور علم بھی

ان جیسی بہت سی آیات میں رب تعالٰی کی عطا سے اس کے بندوں کا مالک ہونا ثابت ہے اب حضور ﷺ کے باذن الٰہی ملکیت عامہ کا ذکر سنئے۔

(ا) اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو کوثر یعنی عالم کثرت عطا فرما دیا۔

(ب) وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو بڑی عیال والا پایا تو غنی کر دیا۔

(ت) اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (توبہ)

ترجمہ۔ اللہ رسول نے انہیں اپنے فضل و کرم سے غنی کر دیا۔

(ث) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ)

ترجمہ۔ اگر وہ لوگ اللہ رسول کے دیئے سے راضی ہوتے۔

فرمان نبوی:۔ خود حضور ﷺ اپنے متعلق اپنے رب کی عطا کا ذکر فرماتے ہیں۔

(ا) اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

ترجمہ۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

(ب) لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ

ترجمہ۔ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں

(ت) اِنِّی اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ

ترجمہ۔ یا رسول اللہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔

(مسلم)

حدیث قدسی

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی شرط:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب و محبت کی ایک شرط رکھی ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ آپ کہہ دیں۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری (محمدؐ) کی پیروی کرو۔ پھر اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے اتباع اور عشق کے بغیر مقام محبوبیت خداوندی کا حصول ناممکن ہے۔

حکم الٰہی ہے۔ وسیلہ تلاش کرو:۔

قرآن۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۵/۳۵ المائدہ)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے خطاب کیا ہے۔ چنانچہ ظاہر یہ ہوا کہ اب اس آیہ میں جتنے بھی احکامات ہیں ان سب کا تعلق ایمان سے ہے۔ مندرجہ ذیل احکامات ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان احکامات پر عمل نہ کیا گیا تو پھر ایمان ختم ہو جائے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (۲) اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (۳) اس کی راہ میں جہاد کرو۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ تو بہت صاف بات ہے اس میں کسی خاص تشریح کی ضرورت نہیں۔ اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں وہ یہ کہ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اس حکم میں دو الفاظ بہت گہرے ہیں ایک وسیلہ اور دوسرا ڈھونڈو یا تلاش کرو۔

وسیلہ کیا ہے؟

وسیلہ میں بہت گہرائی ہے اور لغت میں اس کے بہت معنی ہیں۔ جیسے قرب، محبت، حاجت، جنت کا خاص مقام۔ اس آیہ میں یہاں کسی چیز کے ذریعہ کو وسیلہ کہا جائے گا چونکہ حکم الہٰی ہے کہ میری طرف وسیلہ تلاش کرو۔ تو یہ تلاش ہم عقلی دلیلوں سے کریں گے۔

(۱) وسیلہ جس کی طرف ڈھونڈنا ہے اس کی شان کے شایاں ہو (یعنی کہ اللہ تعالٰی کی طرف)

(۲) جو وسیلہ ڈھونڈ ہیں۔ اللہ تعالٰی اس کی بات مانتا ہو۔

(۳) وہ وسیلہ تمہیں بھی جانتا ہو۔

یہ تین باتیں بہت ضروری ہیں اور اس کی مدد قرآن سے لیں گے ـــــــ اس سے پہلے ایک لفظ کی تشریح بہت ضروری ہے اور وہ ہے وابتغوا (اور تلاش کرو) ابتغار کے لغوی معنی تلاش کرنا، ڈھونڈنا ہے۔

تلاش (ابتغا) :- تلاش کسی ہستی یا کسی چیز کو کیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے بذات خود ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ جیسے کسی چیز کی ضرورت ہو اور وہ بہت کمیاب ہو تو پھر بازاروں میں ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ لوگوں سے پوچھنا پڑتا ہے۔

اعمال وسیلہ ہونے کی غلط فہمی

جیسا کہ تلاش کے متعلق بتایا کہ یہ کسی ہستی کی کی جاتی ہے۔ نہ کہ اعمال کی بعض لوگوں کو ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ وسیلہ کی ضرورت نہیں ہمارے اعمال ہی کافی وسیلہ ہیں۔ اعمال وسیلہ نہیں ہو سکتے اس کی تین وجوہات ہیں۔

(۱) اعمال کے متعلق پتہ نہیں کہ وہ قبول ہوئے یا نہیں (ہو سکتا ہے ریاکاری ہو۔)

(۲) اعمال کا پتہ نہیں۔ کہیں ضائع تو نہیں ہو گئے (منافقت اور آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے ایمان برباد ہو گیا ہو۔)

(۳) اعمال ڈھونڈے نہیں جاتے بلکہ کیے جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنا کا حکم جو ملا ہے یہ اس عظیم ترین ہستی کو ڈھونڈنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو اور جو ہمیں بھی جانتی ہو۔ اعمال کو وسیلہ سمجھنا بڑی غلط فہمی ہے۔ پتہ نہیں یہ مقبول بھی ہوتے ہیں کہ نہیں۔

اعمال کو وسیلہ بنانا:۔ بعض لوگ جو انبیاء و اولیاء کرام کے وسیلہ کے منکر ہیں۔ ان کو یہ خوش فہمی بلکہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کے اعمال جنہیں وہ سمجھتے ہیں بہت نیک ہیں ان کے لئے ذریعہ نجات کافی ہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسے پتہ چلے کہ ان کے وہ اعمال نیک تھے اور ان میں ریاکاری نہ تھی۔ ان میں خلوص تھا یا نہیں۔ کیا وہ اعمال قبولیت کے درجے تک پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ جب یہ پتا لگانا مشکل ہے اس لئے ان پر انحصار کرنا بیوقوفی ہے۔ قرآن میں تو کئی باتیں بیان ہوئیں جن سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔ اب تو ایک وعظ پیش خدمت ہے جو آقا ﷺ نے حضرت معاذ کو اعمال کی قبولیت کے متعلق دیا۔

نبی اکرم کا حضرت معاذ کو ایک دلچسپ وعظ

(۱) اے معاذ (رضی اللہ عنہ) ! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں اگر تو نے اسے یاد رکھا تو تیرے لئے بڑا فائدہ ہو گا۔ اگر تو نے اسے بھلا دیا تو سمجھ لینا کہ پھر تیری حجت اللہ تعالیٰ سے ختم ہو گئی۔ اے معاذ (رضی اللہ عنہ) ! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ ان کو ہر ایک آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ نگران مقرر کیا۔ پھر جب نگہبانان عمل بندہ کے عمل جو کہ صبح سے شام تک ہوتے ہیں پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور عمل کا نور سورج کے نور کی طرح ہوتا ہے۔ جب پہلے آسمان میں پہنچتا ہے تو زیادہ صاف ہو جاتا ہے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے چنانچہ جب وہ اوپر کو جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہی فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ! اس عمل کو صاحب عمل کے منہ پر دے مارو' کیونکہ یہ گلہ گو ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس بندہ کی عادت گلہ کی ہو اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں اور یہ بندہ چونکہ گلہ گو ہے بنا بریں اس کے اعمال کو واپس زمین پر بھیج دو۔

(۲) پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندہ کے دیگر اعمال صالح حفظہ (فرشتے) لاتے ہیں۔ جس سے ان اعمال کو اوپر دوسرے آسمان کی جانب جانے کی اجازت ملتی ہے۔ لیکن دوسرے آسمان تک پہنچتے ہی (ملک) فرشتہ مقرر شدہ آجاتا ہے اور کہتا ہے' یہ عمل صاحب عمل کو لوٹا دو۔ کیونکہ یہ متفخر انسان ہے اور مجھے حکم ہے کہ مفتخر کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ اور یہ بندہ اپنے اعمال سے اسباب دنیا کے حصول کا خواہش مند ہے۔

(۳) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں جنہیں صوم و صدقہ اور صلوۃ کی وجہ سے نرالی رونق ہوتی ہے جسے حفظہ (فرشتے) دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں لیکن جب تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو فرشتہ موکل کہتا ہے' ٹھہر جاؤ اس کے اعمال اوپر نہیں جا سکتے کیونکہ یہ شخص متکبر ہے جہاں بیٹھتا ہے تکبر کرتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ ایسے آدمی کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ فلہذا اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو۔

(۴) آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں اس کی صلوۃ اور تسبیح و حج و عمرہ کی وجہ سے ستارہ کی طرح اعمال میں رونق ہوتی ہے یہاں تک کہ چوتھے آسمان میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پر مقرر شدہ فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس کی اعمال اس کے منہ پر مار دو یہ خود بینی میں مبتلا ہے اور مجھے حکم ہے کہ خود بین کے اعمال کو اوپر کو نہ آنے دوں۔

(۵) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں' جب اسے اوپر پانچویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ عمل نئی دلہن ہے جو اپنے دولہا کے ہاں بھیجی جا رہی ہے۔ یہاں بھی وہی موکل فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ اس کے عمل کو اس کے منہ پر دے مارو۔ اس میں حسد کا مرض ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس میں حسد کی بلا ہے اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔

(۶) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ملائکہ عمل صوم و صلوۃ و حج و عمرہ کو چھٹے آسمان پر لے جاتے ہیں تو حسب دستور فرشتہ آجاتا ہے کہتا ہے' ٹھہر جاؤ اس کے عمل اس کے منہ پر مارو۔ یہ تو کسی پر رحم نہ کرتا تھا بلکہ انہیں اگر کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو ان کو گالیاں دیتا اور مجھے حکم ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہ کرے اس کے عمل اوپر نہ جانے دوں۔

(۷) حضور علیہ السلام نے فرمایا' بندہ کے اعمال کو ساتویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں جو کہ صوم و صلوۃ و فقہ و اجتہاد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس کی آواز شہد کی طرح ہوتی ہے اور اس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوتی ہے اور اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں تو مقرر فرشتہ کہتا ہے' ٹھہر جاؤ' اس کے عمل کو اس کے منہ پر مارو کیونکہ یہ اس لئے عمل کرتا تھا کہ میرا فقہاء کے سامنے درجہ بلند ہو۔ علماء پر میرا سکہ جما ہوا ہو۔ شہروں میں میری شہرت ہو۔ بنابریں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہے اور اس کے دل پر مہر لگ چکی ہے اسے میں آگے نہیں جانے دوں گا کیونکہ مجھے حکم ہے کہ جو ریا کار ہو اسے دربار خداوندی میں مت آنے دو

(۸) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں بندہ کے اعمال ساتوں آسمانوں سے گزر کر کے حجابات کو طے کرتے ہوئے مالک لایزال کے حضور میں جا پہنچتے ہیں اور ملائکہ عرض

کرتے ہیں' اے الہ العلمین! یہ عمل صرف تیرے لئے خالص مخلص ہو کر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے فرشتو! تم اس کے ظاہر پر نگہبانی کرتے ہو۔ مجھے اس کے دل کے اسرار کا علم ہے یہ تو خالص میرے لئے عمل نہیں کرتا تھا بلکہ اس کا میرے غیر کی طرف دھیان تھا' پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں' تیری لعنت ہے تو ہم سب کی بھی اس پر لعنت" بلکہ ساتوں آسمان و زمین اور جو ان میں ہے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

معاذ کی معروض:- حضرت معاذ عرض کرتے ہیں' حضور اب تو نجات مشکل ہے کیونکہ ہم میں نہ تو خلوص ہے اور نہ احسن عمل۔ آپ نے فرمایا' اے معاذ! میری اقتداء کو نہ چھوڑ یقین پختہ رکھ' عمل میں کوتاہی ہوا کرتی ہے' اپنی زبان کو اپنے بھائیوں کے گلہ سے بچا' اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھ اور دنیا کے عمل کو اخروی امور میں داخل مت کر اور لوگوں میں تفریق نہ ڈال تاکہ تجھے دوزخ کے کتے پھاڑ نہ ڈالیں اور اپنے عمل میں ریاکاری مت کر۔

اعمال تو ضائع بھی ہو جاتے ہیں اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلتا

انسان کو نیک عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس میں ایک بہت بڑی شرط ہے اور وہ ہے خضوع و خشوع اور اخلاص کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر انسان کے ظاہر اور باطن میں فرق ہو یعنی دو رخی ہو تو بھی اعمال اکارت جاتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے۔

(۱) حد ادب مصطفیٰ ﷺ:- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○ اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب جاننے والے کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ یہ حد ادب (محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے۔ اور خطاب ایمان والوں سے ہے۔ یعنی کہ محمد ﷺ کی بے ادبی ایمان ختم کر دیتی ہے اور گستاخ سمجھتا ہے کہ اس کے بہت عمل ہیں۔ لیکن ان کے ضائع ہو جانے کا اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

(۲) قیامت کو انکا تول نہ کریں گے:- فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا یہ منافقین کے اعمال کا حشر ہو گا۔ وہ لوگ جنہوں نے حضور ﷺ کا استہزا کیا۔ ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور بغیر تول کئے ہوئے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ حالانکہ وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے اعمال وزن میں مکہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ان کا تول نہیں کریں گے۔

(۳) منافق کے اعمال ضائع:- جنگ تبوک کا ذکر سورہ توبہ میں ہے اور یہ سورۃ منافقین مدینہ کی بد کرداریوں کا پردہ چاک کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے خلاف اپنے فیصلے صادر فرمائے ہیں جو لوگ جنگ تبوک پر ساتھ نہ گئے تھے اور جھوٹے

بہانے بنا کر گھر بیٹھ گئے تھے ان کے متعلق فیصلہ الٰہی ہوا۔

(ا) اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (۹/۶۹)

ترجمہ۔ ان کے عمل ضائع گئے دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ خسارے میں رہے۔

(ب) منافق قسمیں کھاتے تھے کہ اے محمد (ﷺ) ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر وہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے تھے۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ○ ان کے اعمال ضائع ہو گئے تو وہ رہ گئے نقصان میں۔

(ت) منافقین جنگ خندق کے وقت چپکے چپکے کھسک جاتے تھے تو پھر فیصلہ الٰہی ہوا۔

اُولٰٓئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

ترجمہ۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

قرآن حکیم میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں مشرک، مرتد، آخرت کو جھٹلانے والا آیات کو جھٹلانے والا۔ اللہ کو ناراض کرنے والے جنہیں اللہ کی خوشی گوارہ نہیں۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان سب لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے۔

ایک عمل کی قبولیت کا بتا دیا گیا ہے :- اور یہ وہ عمل ہے جو اللہ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں یعنی کہ آقا ﷺ کی ذات پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور مومنوں کو بھی درود و سلام کا حکم دے دیا گیا ہے۔ چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ شامل عمل ہے۔ اس لئے اس کی قبولیت کا اس طرح بتا دیا گیا ہے۔

ایک دفعہ درود بھیجنے سے :- (۱) دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۲) دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

(۳) دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

وسیلہ کی تلاش :- وسیلہ کی تلاش میں عقلی دلائل یہ ہیں۔

(۱) وسیلہ اللہ تعالیٰ کی شان کے شایاں ہو۔

(۲) جسے وسیلہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا قرب ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی بات مانتا ہو۔

(۲) وہ وسیلہ کی ہستی ہمیں بڑی اچھی طرح جانتی ہو۔ تب ہی تو ہمارے متعلق بات کرے۔

مندرجہ بالا بہت واضح ہیں اور ان کو قرآن مجید کی آیتوں میں تلاش کریں گے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ شایان:۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق بے بہا ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے اشرف بنایا ہے۔ پھر انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے دوست' یار بھی ہیں جنہیں ہم انبیاء اور اولیاء کہتے ہیں۔ یہ دوستی یاری بھی عجیب شے ہے۔ دوست کی بات ماننی پڑتی ہے کیونکہ یہی تو دوستی کا تقاضا ہے۔ ورنہ پھر دوستی کیسی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اللہ ولی الذین امنوا اللہ مومنوں کا دوست ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان اس کے دوستوں کا ہی وسیلہ پکڑنا چاہئے انبیاء میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا گروہ ہے اور پھر انبیاء کا سردار تو سب سے زیادہ مقرب ہوتا ہے تو گویا کہ عقلی دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ سردار انبیاء تمام مخلوق کی عظیم ترین ہستی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اسی لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ (۱۲/۱۰۸ یوسف) آپ فرمائیں یہ میرا رستہ ہے (محمد کا رستہ) میں اللہ کی طرف لے جاتا ہوں۔ تو جناب تلاش کر ہی لیا کہ اللہ کو ملنے کے لئے حضور ﷺ کے در پر جانا پڑے گا۔ اور حضور ﷺ کو ڈھونڈو اولیاء کے دروازوں پر۔

اللہ تعالیٰ سے قربِ مصطفیٰ ﷺ:۔ عقلی دلائل سے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعد جو بلند ترین عظیم ترین ہستی اس کائنات میں ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور وہ حاکم کائنات ہیں مقصود کائنات ہیں۔ مطلوب کائنات ہیں وہی ہمارے لئے اللہ کا وسیلہ ہیں اب ان کے قرب الٰہی سے تو قرآن بھرا پڑا ہے بلکہ قرآن تو آقا ﷺ کی شان میں قصیدہ ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِـيْمًا ۝ (۴/۶۴)

ترجمہ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی

جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

حدیث قدسی ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو یہ کائنات نہ ہوتی

لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّةَ اے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا۔

ہمارے متعلق علمِ مصطفیٰ ﷺ

وسیلہ تلاش کر لیا۔ ایک اور بات یہ ہے اور وہ ضروری بھی ہے وہ یہ کہ کیا ہمارا وسیلہ ہمارے متعلق اتنا علم رکھتا ہے کہ ہمارے متعلق آگے اللہ کے حضور بات کر سکے قرآن میں تو علم مصطفیٰ ﷺ کی شان میں سینکڑوں آیات ہیں۔ چند ایک اس ضمن میں درج ہیں۔

(ا) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (۶/۳۳ الاحزاب) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(ب) قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (۵۳/۳۹ الزمر) تم فرماؤ اے میرے (محمد کے) وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب کے بندے بیان فرمایا۔ اب تو مسئلہ حل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تک وسیلہ اس کے محبوب ﷺ کا ہی ہے اور در محبوب تک وسیلہ اولیاء اللہ کا ہی ہے۔

نکتہ :- عربی زبان میں لفظ "قل" کے بعد جو بات ہو وہ کہنے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ یہاں "یا عبادی" سے مراد ہے اے میرے بندو۔ کہنے والے ہمارے آقا ﷺ ہیں اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حبیب ﷺ کے بندے فرمایا۔۔۔۔ اس ضمن میں قرآن کی اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے عربی گرائمر کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔ ضرورت ہے تو وہ یہ کہ لوگ قرآن پڑھیں اور پھر اس پر غور کریں۔ لیکن یہاں لوگ کہلواتے شیخ القرآن ہیں مگر انہیں قرآن پڑھنا اور سمجھنا نہیں آتا۔

توبہ آدم علیہ السلام :- حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا بھول کر چلے گئے۔ نتیجہ یہ نکلا یہ جنت سے نکالے گئے اور پھر رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کی دعا کرتے رہے حتیٰ کہ تین صدیاں گزر گئیں۔ پھر ایک دم یاد آیا اور عرض کی۔ یَا رَبِّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا

غَفَرْتَ لِیْ اے میرے رب حضرت محمد کے حق کے وسیلہ سے مجھے بخش دے۔ اللہ نے فرمایا اے آدم تونے محمد کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ میں نے اسے دنیا میں پیدا نہیں کیا۔ عرض کی اے میرے پروردگار کیونکہ جب تونے مجھے اپنے ہاتھ سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح میں سے پھونکا تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جان لیا کہ بیشک تو اپنے نام کے ساتھ اسی کے نام کو ملائے گا جو تجھے ساری مخلوق میں زیادہ محبوب ہو۔ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم تونے سچ کہا۔ بیشک میری مخلوق میں سب سے بڑھ کر محبوب ہیں۔ تم ان کے وسیلہ سے دعا کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ (المستدرک۔ امام حاکم)

یہود آقا ﷺ کے وسیلہ سے کامیابی کی دعا کرتے تھے:۔ سید انبیاء ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کے لئے حضور کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے۔ اللھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی یا رب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح عطا فرما۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی آمد سے قبل آپ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس وقت بھی حضور کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا۔ اس سے منکر ہو بیٹھے۔

سلیمان کو عطا اور اختیارات:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو ملک عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو جانچا اور انہوں نے عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۔ بیشک تو ہی بڑی دین والا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فسخرنا له الريح تجری بامره رخاء حیث اصحاب○ والشیطین کل بناء وغواص○ واخرین مقرنین فی الاصفاد○ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ○ تو ہم نے ہوا اس

کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا۔ اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ یہ ہماری عطا ہے اب تو سچا ہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں ——— یہ اللہ تعالیٰ نے تصرف کا اختیار دیا۔

امت سلیمان علیہ السلام کے ولی کی طاقت:- حضرت سلیمان نے جو خط ملکہ بلقیس کے نام بھیجا تو اس نے اپنے سرداروں سے صلاح مشورہ کیا۔ پھر اس نے ہدیہ جو کہ پانچسو غلام اور پانچسو باندیاں اور پانچسو اینٹیں سونے کی اور جواہر سے مرصع تاج بھجوایا دیکھنے کے لئے کہ آیا سلیمان بادشاہ ہے یا نبی ہد ہد یہ دیکھ آیا اور حضرت سلیمان کو بتایا آپ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نو فرسنگ کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ کی بلند دیوار بنا دی جائے اور بر و بحر کے خوبصورت جانور اور جنات کے بچے حاضر کئے جائیں پھر وہ قاصد واپس گیا پھر ملکہ نے حضرت سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا۔ اور اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں مقفل کر کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ اب حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے خطاب کیا تم میں کون ہے کہ ▪ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو (سورۃ النمل ۲۷/۳۹)۔ پھر ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں لیکن آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا۔ ایک پل مارنے سے پہلے۔ یہ بنی اسرائیل کے ایک نبی کے ولی کے تصرفات ہیں۔ یہ صرف نبی کی شان بتانے کے لئے ہوتا ہے کہ اس نبی کے امتی ولی کی اتنی پاور ہے تو نبی کی پاور کیا ہو گی ر پھر اسے عندہ علم من الکتب کا لقب بھی دیا۔

جانِ کائنات۔ محمد ﷺ

سکون نہیں ملتا تیرے بغیر (محمد ﷺ) :- قرآن میں سورہ توبہ میں غزوہ تبوک کا

ذکر ہے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت غزوہ میں حاضر نہ ہوئی۔ اس کے بعد نادم ہوئے توبہ کی اور کہا افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ رہ گئے۔ جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آئے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے۔ آپ ﷺ آئے اور پوچھا یہ کون لوگ ہیں عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر ان کو خود نہ کھولیں۔ حضور نے فرمایا اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں گا۔ جب تک مجھے اللہ کی طرف سے ان کے کھولنے کا حکم دیا جائے پھر جب توبہ قبول ہوئی وہ مال و دولت لے کر حاضر ہوئے کہنے لگے اس کی بدولت ہم غزوہ میں نہ جا سکے۔ اسے لے لیجئے صدقہ کر دیجئے۔ یہ بھی ہو گیا۔ پھر بھی سکون میسر نہیں۔ کیسی زندگی ہے ایک پل کا سکون نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے کہتا ہے۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (۹/۱۰۳) اے محبوب ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔ تو یہ ہے وسیلہ اور تصرف کی بہترین مثال۔

عطائے رسول ﷺ:- منافقین مدینہ کا سورہ توبہ میں ذکر ہے اور ان کی بدکرداریوں کا پردہ اللہ تعالیٰ نے چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ لوگ بہت ہی بدبخت تھے۔ اور آقا ﷺ کی ذات اقدس کمالات، جمالات، صفات اور معجزات پر نکتہ چینی کرتے تھے اسی لئے اپنا ایمان گنوا بیٹھے۔ آقا ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک منافق نے رسول اللہ کو کہا کہ عدل کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے خرابی ہو۔ میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی ہمراہی ہیں تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے یہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اس شخص کا نام حرقوص بن زبیر تھا اور یہی خوارج کی اصل بنیاد ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اختیارات کی شان میں فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ

وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (۹/۵۹ توبہ)
ترجمہ۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔۔۔۔
یہ ہے تصرف مصطفیٰ ﷺ کا پیمانہ کہ آپ ﷺ کا عطا کرنا ہی اللہ کی عطا کہلاتا ہے۔

اللہ، رسول اور مومنین مددگار ہیں :۔ حضرت عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور حاضر خدمت رسول ﷺ ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری قوم بنی قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہماری ہم نشینی اور مدد نہیں کرتے ہیں۔ پھر یہ آیہ نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ترجمہ۔ بیشک تمہارے مددگار اللہ رسول اور مومن ہیں کہ نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کو مددگار بنائے۔ پس وہ اللہ کا گروہ ہے وہی غالب ہیں۔

تشریح :۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ میں تین ہستیوں کا ذکر کیا۔ اللہ، رسول اور مومنین اور یہ سب مل کر حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ بنتا ہے۔ اس میں ایک لفظ ولی کا ذکر آیا ہے جو کہ قرآن میں مختلف صورتوں میں تقریباً نوے دفعہ استعمال ہوا ہے اور اس کے پندرہ سولہ معنی ہیں۔ اس آیہ میں شان نزول کے لحاظ سے اس کا معنی "مددگار" ہے۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ کا رسول مدد کرتا ہے اور مومنین مدد کرتے ہیں۔ یہ صالحین، صدیقین لوگوں کا گروہ ہے جنہیں عرف عام میں ہم اولیائے کرام کہتے ہیں۔ تو یہ فرمان الٰہی ہے کہ میرا رسول تمہارا مددگار ہے اور میرے اولیائے کرام۔

وسیلہ رسول بعد از وصال

آقا ﷺ کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ اور روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیہ بھی ہے ولو انھم اذ ظلموا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اس کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا۔ تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ پوری آیہ یہ ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ ترجمہ۔ اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے حبیب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ معلوم ہوا قبر رسول پہ جانا بھی جاؤک میں داخل ہے۔ بعد وفات مقبولان حق کو "یا" کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے مقبولات حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

حقیقت انسانیت کیا ہے؟ روح جو مرنے کے بعد زندہ ہے:- کمال انسانیت یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا آئینہ اور مظہر تجلیان ربانی بن جائے یہ بات زندگی میں تو ممکن ہے مگر بعد از وصل کیسے ممکن ہے یہ سوال ذہن میں آجاتا ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ دیکھیں حقیقت انسانیت کیا ہے یہ وہ چیز ہے جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے اور وہ روح ہے۔ جسم کے اجزا پہ روح کی شعاعیں پڑتی ہیں تو مرنے کے بعد بھی اس سے تعلق رہتا ہے۔ روح بمنزلہ آفتاب کے ہے۔ روح اگر خوش ہو تو جسم کے اجزا پر اچھے تاثرات دے گی اور اگر روح ناخوش ہے تو وہ اپنا برا اور ناخوش اثر دے گی چنانچہ صفات الٰہی اور آئینہ جمال رب ہوتا ہے یہ صفت روح کی ہے تو معلوم ہوا کہ موصوف جب باقی ہے تو صفت بھی باقی ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ نیکی کے کام ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ کا ذکر ہے اور روح کی غذا ہے۔ تو کیا مرنے کے بعد ایمان' نماز اور دوسری نیکیاں ختم ہو جائیں گی یا جاتی رہیں گی

یقیناً باقی رہیں گی۔ چنانچہ اولیائے کرام حضرات کی قبور کے اندر بھی روحانیت زندہ ہوتی ہے اور روحانی کمالات بھی باقی ہوتے ہیں۔

قبر میں تلاوت

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی حدیث ہے کہ ایک صحابی رسول نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا لیکن اسے اس جگہ قبر ہونے کا علم نہ تھا۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ یہاں کسی انسان کی قبر ہے اور اس میں سے سورۃ ملک پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا سورۃ ملک روکنے والی اور نجات دینے والی ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے۔ اگر مرنے کے بعد قبر میں کوئی چیز باقی نہ ہوتی تو حضور ﷺ اس صحابی سے فرماتے کہ یہ تمہارا وہم ہے یا فرماتے کہ کوئی فرشتہ ہو گا یا کوئی جن تلاوت کر رہا ہو گا۔ لیکن حضور ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اور کوئی تردید نہیں فرمائی۔

اللہ کے دوست (اولیاء) کے لئے انتقال ایسے ہے جیسے وہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں ایک قدم اٹھا کر چلے :- اولیاء کرام اللہ کے مقبول بندے ہیں ان کے لئے موت ایک شریعت کی ضرورت کا ایک قدم ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے بعد حیات ابدی کے حامل ہو جاتے ہیں اور ان کی روحانیت اب بلکہ جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے اور زیادہ طاقتور ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میرا بندہ جب میرا مقرب ہوا تو اس نے اپنے کلام کو میرے کلام کا اور اپنی صفات کو میری صفت کا آئینہ دار بنایا تو وہ اب مجھ سے کچھ مانگے تو میں اس کو عطا کروں گا۔ وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دوں گا۔ یہ سب کمالات اس کی روح کے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر یہ کہنا کہ اے اللہ کے دوست اللہ سے دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو اس میں شرک والی کون سی بات ہے۔ مولوی صاحب شرک تو تب ہو گا کہ اگر کوئی انہیں اللہ بنائے لیکن کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔

منکرین وسیلہ اور تصرف قیامت کے دن اس کا اقرار کریں گے۔ کیسے؟

اللہ تعالیٰ کے نظام میں "وسیلہ" ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ان کو جو چاہا "عطا" کیا تاکہ ■ تصرف کر سکیں۔ سب سے زیادہ عطا انبیاء کے سردار ہمارے آقا ﷺ کو دیا۔ اور آپ ﷺ کی طفیل آپ کی امت کے اولیائے کرام کو یہ عنایات و انعامات وسیلہ و تصرف عطا ہوئے۔ اس عالم خلق یعنی دنیا میں اس عالم الاسباب نے تو چلنا ہی ہے۔ جنہوں نے اللہ کے قرآن اور رسول اللہ کی احادیث کو مانا۔ مومن ہوئے اور وسیلہ و تصرف کا اقرار کیا۔ جنہوں کے دلوں میں منافقت کی بیماریاں ہیں۔ انہوں نے اس دنیا میں انکار کر کے اپنی دنیا اور آخرت برباد کر لی اور جہنم کو منزل بنالیا۔ چنانچہ قیامت کے دن میدان حشر میں اور پھر دوزخ میں پھینکے جانے کے بعد یہ منکرین کیا کہیں گے۔

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ کے معنی تو بتا دو

منکر مولوی صاحب سورہ الحدید میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ایک منظر پیش کیا۔ فرمایا جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے۔ ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات ہے وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں تم ان میں ہمیشہ رہو۔ یہی بڑی کامیابی ہے آگے ذکر ہے۔ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں۔ نور اور وسیلہ اب سمجھ آگیا ناں۔ دنیا میں تو انکار کرتے تھے قیامت کے دن مومنوں کے پیچھے پیچھے بھاگیں گے منکر مولوی صاحب۔ پھر پتہ لگ جائے گا۔ اسی لئے اب بھی وقت ہے کہ قرآن پڑھا کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں نکتہ چینی چھوڑ دو۔

ایک جنتی کے وسیلے سے حدیث پاک ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ یُصَفُّ اَھْلُ النَّارِ فَیَمُرُّبِھِمُ الرَّجُلِ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ (ابن ماجہ) ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخی لوگ صف بستہ ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک شخص ان پر گزرے گا تو ان میں سے ایک دوزخی کہے گا۔ اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے۔ وہی ہوں جس نے تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور بعض دوزخی کہیں گے کہ میں وہ ہوں جس نے وضو کا پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اس کی شفاعت کرے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ ہوتا ہے منکر مولوی صاحب "یا" سے ہی پکارے گا۔

انبیاء علماء شہداء کا وسیلہ:۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء، علماء اور شہداء (ابن ماجہ)

زیارت مرقد رسول ﷺ:۔ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے۔

ا۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر شریف کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

۲۔ مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَھِیْدًا جو شخص ہماری زیارت کرنے مدینہ میں۔ ہم اس کے لئے شفیع و گواہ ہوں گے۔

۳۔ مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ جو شخص میری زیارت کے لئے اور کوئی حاجت نہ ہو سوائے میری زیارت تو ہم پر واجب ہے اس کے شفیع ہو جائیں قیامت کے دن۔

چنانچہ معلوم ہوا مدینے کی طرف زیارت روضہ رسول کے لئے سفر کرنا آخرت میں نجات کا سامان ہے۔

منکرِ شفاعت بھی سن لے

حضرت انس سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ كَذَّبَ بِالشَّفَاعَةِ فَلَا نَصِيْبَ لَهُ (تفسیر مظہری) جس نے شفاعت کا انکار کیا اس کے لئے اس سے کچھ حصہ نہیں کتنا ہے بدنصیب

دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے :۔ آخر کار جب حساب کتاب ہو جائے گا اور قرآن و حدیث سے بغاوت کرنے والے اپنے دائمی ٹھکانے میں پہنچا دیے جائیں گے۔ تو پھر یہ اس دنیا میں پکار کے منکر اب خود دوزخ سے جنتیوں کو پکاریں گے۔ قرآن کہتا ہے۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ الذين اتخذوا دينهم لهوا ولعبا وغرتهم الحيوة الدنيا فاليوم ننسهم كما نسوا لقاء يومهم هذا وما كانو باٰيتنا يجحدون ○

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا۔ تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

تشریح :۔ ان آیات میں چند باتیں واضح ہیں۔

(۱) دوزخی پکاریں گے اپنے جیسے انسانوں کو جو جنت میں ہوں گے۔ اس دنیا میں یہ لوگ اللہ کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کے پکارنے کو شرک قرار دیتے تھے۔

(۲) جنتی بولیں گے یہ پانی اور رزق اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں پر حرام کر دی ہیں۔ یہ ان کی بدنصیبی اور محرومی کی انتہا ہو گی۔

(۳) ان دوزخیوں نے دین کو کھیل تماشا بنا لیا تھا۔ گستاخانِ رسول اللہ کا وطیرہ اپنایا۔

(۴) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ آقا ﷺ کی شان میں جتنی آیات آئی ہیں ان کو یہ مانتے ہی نہیں۔

تبرکاتِ انبیاء سے توسّل

(تابوتِ سکینہ) :۔ پہلی مثال بنی اسرائیل سے ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ومما ترک ال موسى وال هرون تحمله الملئكة ان فى ذلک لاية لكم ان كنتم مومنين (۲/۲۴۸)

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ موسیٰ اور ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے۔

تابوت سکینہ :۔ حضرت موسیٰ جنگ کے موقعوں پر اسے آگے رکھتے تھے اس میں بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی اس میں انبیاء علیہ السلام کی تصاویر تھیں۔ یہ وراثتاً منتقل ہوتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور بد عملی بڑھ گئی تو اللہ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے۔ اور اسے نجس اور گندے مقامات پر رکھا اور اس بے حرمتی کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ان کی بستیاں ہلاک ہو گئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تبرکات کی حرمت سے کامیابی ملتی ہے اور تبرکات کی بے حرمتی سے ہلاکت نصیب ہوتی ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ :۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں بیٹے کی جدائی میں سفید ہو گئی تھیں۔ ہر وقت روتے رہتے اور یوسف یوسف کرتے رہتے تھے جب برادران یوسف دوسرے پھیرے حضرت یوسف سے ملنے گئے اور باپ کا حال بتایا تو انہوں نے فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ بیٹا بھی نبی اور باپ بھی نبی۔ باپ نے یہ تو نہ کہا کہ اس قمیض کو منہ پر میں ڈالوں یہ شرک ہو گا نہیں نبی کے تبرکات میں بہت برکت ہوتی ہے۔ اور پھر جب یہ قمیض

لے کر گئے بھائی یہودا واپسی لشکر کے آگے آگے تھے تو ادھر حضرت یعقوب نے خوشبو سونگھی اور فرمایا اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔ یہ سینکڑوں میل سے خوشبو سونگھ رہے تھے۔ پھر جب یہ کرتا ان کے منہ پر ڈالا گیا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ یہ ہیں انبیاء کے تبرکات سے توسل۔ کیا یہ شرک ہے۔ مولوی صاحب کبھی قرآن بھی پڑھ لیا کرو تاکہ تم اپنے ایمان کو بچا سکو اور جہنم کا شکار نہ بن جاؤ۔

تبرکات مصطفیٰ ﷺ

یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ حضور ﷺ کے آثار مبارکہ سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ ان کا ایک ہی مقصد تھا یعنی بارگاہ الٰہی میں توسل کرنا۔ مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

(۱) حضرت عمرؓ۔ گنبد خضرا میں دفن ہونے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا تو اپنے بیٹے کو حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں اجازت مانگنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہوں مگر فاروق اعظم کو ترجیح دیتی ہوں۔ اور پھر اس خوشخبری سے عمر فاروقؓ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کی تمنا پوری ہو گئی۔ اور وہ قرب قبر نبی ﷺ سے توسل چاہتے تھے۔

(۲) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو اس مشکیزے کا منہ کاٹ لیتی ہیں جس سے آقا ﷺ نے پانی نوش فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ ہمارے پاس ہے۔

(۳) صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کے منڈوانے پر ایک بال کے حصول کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں اور خالد بن ولید سیف اللہ اپنی دستار مبارک میں رکھا کرتے تھے اور جنگوں میں فتح یاب ہوتے تھے۔

(۴) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا۔ نبی اکرم ﷺ کے جبہ مبارک کو محفوظ رکھے ہوئے ہے اور فرماتی ہیں ہم اسے دھو کر مریضوں کے لئے شفایابی حاصل کرتے ہیں۔

(۵) رسول اللہ کی انگشت مبارک جسے صدیق اکبرؓ عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ محفوظ رکھتے۔

(۶) آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے لوگ شیشیاں بھر بھر کے لے جاتے تھے۔

(۷) آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو نیچے گرنے نہ دیتے تھے اور اپنے چہرے پر مل لیتے۔

(۸) عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق اعظم) جب مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ اسے اپنی قمیص دیں۔ آپ نے اپنی قمیص دے دی اس نے بیٹے کو دوبارہ بھیجا کہ انہیں کہیں اپنی وہ قمیص دیں جو جسم مبارک سے

لگتی ہے۔ منافقین یہ منظر دیکھ کر ہزاروں کی تعداد میں مومن بن گئے۔

(۹) خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ:- روضہ اقدس میں جالیوں کے قریب بیٹھیں تو آقا ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔ یہ بات صرف عشاق اور عرفا کے لئے لکھ رہا ہوں۔ وہ اس لئے کہ جنہیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ کی زیارت ہوئی ہو۔ تو پھر انہوں نے آپ ﷺ کی خوشبو سونگھی ہوتی ہے اور پھر جالیوں کے پاس ایسی ہی خوشبو سونگھ کر وہ ایک طرح کے نشے میں ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خوشبوئے رسول ہے۔ اور ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ کا گزر ہوا تو فضا میں بہت ہی قریب ایسی خوشبو آتی ہے۔ اور پھر فورا خیال آتا ہے کہ یہاں سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ یہ محبت و عشق کی باتیں ہیں۔ جسے عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں۔

حقیقت اور معرفت

ا۔ حقیقت کیا ہے :۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آقا ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کا فرمان یَا اَبَابَکر لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ۔ فَاعْرِفْ ذَالِکَ ترجمہ۔ میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو اچھی طرح جان لے۔ امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اور مقام کیا ہے۔ لیکن یہاں بات ہے محبوب ﷺ کی حقیقت کی۔ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) وہ ہستی ہیں جن کے متعلق آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَا تَخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَلٰکِنْ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ۔ ترجمہ۔ اگر میں رب کے علاوہ کسی اور کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوتا مگر وہ میرا دینی بھائی اور ساتھی ہے۔ (بخاری) محب اور محبوب (رضی اللہ عنہ) کی دوستی اور پھر اس کی حقیقت کوئی ان کے سوا نہیں جانتا۔ دینی بھائی سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا کر ٹاٹ کا لباس پہن کر کیکر کے درخت کے کانٹے اتار کر بٹن کی جگہ لگا کر حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے لئے صرف اللہ اور رسول (ﷺ) کافی ہیں تو دوست کی دوستی کی حقیقت کیا ہوگی۔

ب۔ معرفت کا سمندر :۔ معرفت کے سمندر کا اس طرف کا کنارہ یقین کی منزل ہے یہاں علم، عقل، عشق پہنچاتے ہیں ان سب کو ملائیں تو اسے شریعت کہتے ہیں۔ معرفت کے سمندر میں جب عاشق غوطہ زن ہوتا ہے تو اسرار و رموز کے موتی چنتا ہے۔ اسے معرفت کہتے ہیں۔ معرفت کا دوسرا کنارہ حقیقت ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔

ت۔ شان محبوبیت :۔ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا اللہ کا حبیب (ﷺ) ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں بات علمِ مبارک کی ہو رہی ہے۔ محبوب ﷺ کے فرمان مبارک کو جاننے کے بعد پھر عقل کی کسوٹی پر دیکھیں گے کہ علم مبارک کی کوئی حد ہے۔ یقیناً کوئی حد نہیں۔ فرمان مصطفیٰ ﷺ آگے آئیں گے۔

ا۔ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔ (بیشک میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں

دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سنتے) یہ ارشاد مبارک سننے والے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں جن کی نظر ہزاروں میل تک دیکھتی تھی اور ادھر کی آواز سنتی بھی تھی۔

ث۔ دیکھنے کی حد (Range):- عام انسان کی دیکھنے کی حد کافی ہے۔ افق المبین (جہاں زمین و آسمان ملتے نظر آتے ہیں) تک تو دیکھ ہی سکتا ہے۔ سورج' چاند' ستاروں کو لاکھوں میل دور دیکھ سکتا ہے مگر ایک حد پر آکر آگے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر بیچ میں رکاوٹ ہو تو پھر دیکھنے کی حد کم ہو جاتی ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کانما انظر الی کفی ھذا۔ قیامت تک ہونے والے واقعات میں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ قربان جاؤں اس ہتھیلی پر۔ ہمارے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ تو اللہ کا ہاتھ ہے۔ جنگ خندق ہو رہی ہے اور سعد بن معاذ تیر کھا کر شہید ہو گئے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمٰن کا عرش ہل گیا ہے۔ اھتز العرش الرحمن آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ زمین پر آئے ہیں جو پہلے کبھی نہ آئے تھے رحمٰن کا عرش کیوں ہل گیا۔ بلکہ جھوم گیا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آسمانوں اور ملائکہ کو بتانے کے لئے۔ گویا کہ عرش رحمٰن بھی ہتھیلی پہ۔ عرش کو جھومتا دیکھا۔ آسمانوں کے دروازوں کو کھلتے دیکھا۔ فرشتوں کی تعداد کا علم۔ اور یہ بھی علم کہ وہ پہلے کبھی زمین پر نہ آئے تھے یعنی ایک ایک فرشتے کی حرکات و سکنات کا علم۔ عرش کے ہلنے کی وجہ کا علم۔ کوئی حد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک کی۔ یہ دوسرے جہانوں کی باتیں ہیں (ملائکہ مقرب اور نبی مرسل کی حد سدرۃ المنتہیٰ ہے)

ج۔ عالم برزخ کا مشاہدہ:- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ساتھ ہیں' قبرستان سے گزر ہوتا ہے' عالم برزخ میں' دو سروں کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے فرمایا ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹے سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا ماں کا نافرمان تھا۔ اس عالم خلق میں خود ہیں اور دیکھتے عالم برزخ میں ہیں۔ اور عذاب کی وجہ کا بھی علم ہے۔ جنگ احد کے شہید حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہ) (جنابت کی حالت میں نکلے تھے) کو دیکھا کہ ملائکہ انہیں غسل دے رہے ہیں۔ (اسی لئے غسیل الملائکہ کہلائے) عامر بن فہیرہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام) شہید ہوئے۔ جسم نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو ملائکہ اٹھا کر

لے گئے۔

ح۔ سننے کی حد (Range) :- عام انسانوں کے سننے کی حد دیکھیں جنتی جنت کے اعلیٰ ترین درجے علیین میں ہو گا اور دوزخی دوزخ کے نیچے سجین میں ہو گا۔ کروڑوں اربوں میل کا فاصلہ ہو گا۔ کوئی فون وغیرہ نہیں۔ آپس میں گفتگو کریں گے۔ دوزخی دور سے پانی اور رزق مانگے گا۔ جنتی سنیں گے تب ہی تو جواب دیں گے کہ یہ دونوں چیزیں کفار پر حرام ہیں۔ جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے تم دوزخ میں کیوں آئے۔ دوزخی بولیں گے ہم مسکین کو کھانا نہ کھلاتے اور نماز نہ پڑھتے تھے اور یہ تو عام انسانوں کی حد ہے آقا ﷺ کے سننے کی حد کا تو کسی انسان کو پتہ ہی نہیں۔

خ۔ آقا ﷺ کی سننے کی حد :- ایک مختصر سی مثال ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اقلام تقدیر کی آوازیں سنتا تھا۔ حالانکہ میں ماں کے پیٹ میں تھا۔ زمین پر بیٹھے ہوئے عرش کے چلنے کی آواز سنتا۔ آسمانوں کے دروازے کھلنے کی آواز سنتا۔ فرشتوں کے اترنے کی آواز سنتا۔ صرف اور صرف حاکم کائنات کی ہی شان ہے۔

() لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

(اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے بہت زیادہ) یہ ارشاد مبارک کے سننے والے بھی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و عمر (رضی اللہ عنہ)' عثمان (رضی اللہ عنہ) و علی (رضی اللہ عنہ) جیسے بلند مرتبہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

شب معراج :- جو محب اور محبوب (ﷺ) میں گفتگو ہوئی۔ جو علم عطا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے امت کی شکایات کیں ان علوم کا جاننا صرف اور صرف ہمارے آقا ﷺ کی ہی شان ہے۔

محب کی محبوب سے شکایتیں (شب معراج) :- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا : میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا وہ سربمہر باتیں کیا تھیں؟ فرمایا : میرے امتیوں کی شکایات تھی۔ فرمایا: پہلا : اے محمد ﷺ! میں خود بندوں کے رزق کا ضامن ہوں اور آپ کی امت میری ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی اور نارسیدہ غم کو اپنے دل پر مسلط کر لیتی ہے' جو غم ابھی آیا ہی نہیں اس کا غم کھانا انسان کے غم آنے سے پہلے ہی

غمزدہ کر دیتا ہے۔

ہماں بہتر کہ بافردا گزارم کار فردا را

دوسری :- یہ کہ میں نے بہشت کو آپ اور آپ کے دوستوں کے لئے پیدا کیا ہے' لیکن آپ کے امتی بہشت سے رغبت نہیں کرتے یعنی اعمال خیر میں کوتاہی کرتے ہیں۔

تیسری :- یہ کہ دوزخ کو میں نے آپ کے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے لیکن آپ کے امتی اس میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض میری نافرمانی کی جرات کر بیٹھے ہیں۔

چوتھی :- بات یہ کہ میرے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور میرے بندوں کے ساتھ صلح یعنی تنہائی میں گناہ کرتے ہیں اور مجھ سے شرم نہیں کرتے اور لوگوں کے سامنے ارتکاب گناہ سے پرہیز کرتے اور ان کی ملامت سے خوف کھاتے ہیں۔

پانچویں :- یہ کہ میرا ان سے کل یعنی آئندہ کے اعمال کا مطالبہ نہیں ہوتا مگر وہ مجھ سے ہفتہ' مہینہ اور سال کی روزی طلب کرتے ہیں۔

چھٹی :- بات یہ ہے کہ میں ان کی روزی ان کے سوا کسی اور کو نہیں دیتا لیکن وہ میری عبادت کو دوسروں کے سپرد کرتے ہیں یعنی ان کی عبادت میں ریا کاری ہوتی ہے۔ دوسروں کو اس میں شریک کر لیتے ہیں' عزت و ذلت میرے اختیار میں ہے' وہ غیروں سے اپنی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں اور غیروں سے ڈرتے ہیں۔ فرشتے ہر وقت ان کے برے اعمال میرے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ میں فرشتوں کے سامنے ان کی شکایت نہیں کرتا اور میں اگر کچھ تکلیف مصیبت ان کو پہنچاؤں تو وہ لوگوں کے سامنے میری شکایت کرتے ہیں اور کفران نعمت اور ناشکری کرتے ہیں۔

D۳ اِنِّی لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَھْلَ النَّارِ :- ترجمہ۔ بیشک میں ضرور اس کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا۔ دوزخ میں ایک ایسا شخص ہو گا جو پروردگار سے عرض کرے گا کہ مجھے دوزخ کے دروازے تک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا اس کے بعد

کوئی بات نہ کہنا۔ وہ شخص کہے گا اچھا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اسے دوزخ کے دروازے کے قریب کر دیں گے۔ پھر وہ شخص دوبارہ اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ یا اللہ مجھے دوزخ کے دروازے میں کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آدمؑ کی اولاد تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ یہ شخص کہے گا یا اللہ اس کے بعد اور کچھ نہ کہوں گا۔ پھر فرشتے بحکم الٰہی دروازے کے بیچ کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ شخص کہے گا یا اللہ مجھے دوزخ کے دروازے کے باہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ پھر کہے گا۔ اے آدمؑ کی اولاد تو بڑا وعدہ خلاف ہے۔ بار بار وعدہ خلافی کرتا ہے۔ یہ شخص کہے گا کہ یا اللہ پاک اب اس کے بعد اور بات نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کو دوزخ کے دروازے کے باہر کر دے۔ وہ کر دیں گے۔ اس شخص کے متعلق آقا ﷺ نے فرمایا میں اس کو بھی جانتا ہوں کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے دوزخ میں گیا۔

۴۔ فرمان مصطفیٰ:- لِی وَقْتٌ مَعَ اللّٰہِ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔ (ترجمہ) میرا ایک وقت اللہ کے ساتھ ہے جس پر کوئی مقرب فرشتہ نہ نبی رسول مطلع ہے۔

مقرب فرشتے اور نبی رسول کی حد سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اس کے آگے نہ زماں ہے نہ مکان ہے۔ ہمارے آقا ﷺ ایک وقت اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں (حالانکہ اللہ کہتا ہے میں صابروں کے ساتھ ہوں۔) بدر کے لئے جاتے ہوئے فرشتوں کو کہا انی معکم عالم لرواح میں انبیاء سے عہد لینے کے بعد محبوب (ﷺ) کی رسالت کے لئے کہا کہ سب گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ (انا معکم) گواہوں سے ہوں اللہ ہر ایک کے ساتھ مگر محبوب (ﷺ) اللہ کے ساتھ۔ یہ ہے شان محبوب (ﷺ) (محب کے ہاں نہ زماں نہ مکاں) پھر باقی کونسا علم رہ گیا جو ہمارے آقا ﷺ کو (نعوذ باللہ) پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تو پتہ بتا دیا گیا کوئی اور اللہ ہے۔ جس کا ہمیں پتہ نہیں بتایا گیا۔ نہیں کوئی اور اللہ نہیں ہے۔

D۵ اَتَانِی اللَّیْلَۃَ رَبِّی فِی اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ تا آخر حدیث:- ایک رات میرا رب میرے پاس آیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں بھی اپنے رب کے ساتھ احسن

صورت میں تھا۔ فرمایا اے محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا مولا میں حاضر ہوں۔ فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے خبر نہیں (تو بہتر جانتا ہے) یہ تین بار فرمایا۔ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا حتیٰ کہ میں نے اس سے خوشی اور شادمانی کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ (ﷺ) کو علم ہے کہ فرشتے کیا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رب وہ کفارات کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنا۔ اور عضو تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔ دوم باجماعت نماز ادا کرنا تیسرا ہر نماز ادا کرنے کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! تمہیں مشکل کشا مل گیا جو بھی مشکل سوال ہے آپ ﷺ سے پوچھو۔ حضرت اسرائیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما الکفارات۔ آپ (ﷺ) نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما النجیات۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا پوشیدہ اور اعلانیہ خدا سے ڈرنا۔ فقیری اور تونگری میں میانہ روی اور ناراضگی اور خوشی میں انصاف کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت میکائیلؑ حاضر ہوئے اور پوچھا یا محمد (ﷺ) ماالدرجات آپ ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلانا۔ سلام کرنا' رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ ان کے بعد حضرت عزرائیلؑ حاضر ہوئے پوچھا یا محمد ما المھلکات (بندوں کو ہلاک کرنے والی) آپ (ﷺ) نے فرمایا یعنی وہ بخیل جس کی لوگ اطاعت کریں جو کچھ بخیل انہیں کہتے ہیں اس پر عمل کریں۔ نفسانی خواہش کی پیروی کرنا اور خود کو نیک سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا صدقت یا محمد (یہ مقرب فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے مگر انہیں جواب نہیں مل رہا تھا۔) آپ (ﷺ) کا انتظار اللہ تعالیٰ نے کروایا۔ کہ محبوب آئے کیونکہ یہ حاکم کائنات کا کام ہے کہ اپنے مطیع مخلوق کے جھگڑے نپٹائے۔

D٦ اِنَّ رَبِّیْ اِسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ ۔ ترجمہ۔ بیشک میرے رب نے میری امت کے متعلق مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر

دوبارہ حضور نے فرمایا میں نے وہی کہا پھر فرمایا اے محمد میں تجھے تیری امت کے حق میں اداس نہ کروں گا اور مجھے خوشخبری دی کہ سب سے پہلے آپ کے ستر ہزار امتی جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار (طفیلی) اور ان سے کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۳)

خلاصہ :- ہے ناں حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین نے حاکم کائنات سے مشورہ کر کے فیصلہ فرمایا۔

D۷ كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَآءُ اٰبَآءِهِمْ وَقَبَآئِلِهِمْ :- اور دوسری کتاب میں اسماء اھل النار۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں۔ صحابہ کرام بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے (کتنے پکے مومن تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ والی کتاب میں تمام جنتیوں کے نام ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں پھر آخر تک ٹوٹل ہے اور بائیں ہاتھ والی کتاب میں دوزخیوں کے نام۔ ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام پھر آخر تک ٹوٹل ہیں۔

خلاصہ :- ہے نا حاکم کائنات جس کے علم مبارک میں ہے کہ یہ انسان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ اور اچھے اعمال کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ یہ ہوتی ہے حاکم کی شان۔

D۸ اَللّٰهُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ :- آپ (ﷺ) کا فرمان ہے اللہ عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔ اس میں علم بھی شامل ہے۔ اور جیسا کہ آیت مبارکہ کے مطابق آپ (ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں اس لئے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ بہت بڑے سخی ہیں اور علم بھی سب چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ کے در سے ملے گا قاسم کے در سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔ یہ اللہ کا سسٹم ہے۔ انسان کے دفتر میں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ یہ کہے کہ میں اس مخصوص کھڑکی سے نہ لوں گا بلکہ دفتر کے اندر جا کر مطلوبہ چیز لاؤں گا۔ اور پھر وہ ایسا کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ انسان کے دفتر میں کرپشن (خرابی، بگاڑ) ہے۔ بنائے ہوئے سسٹم کو توڑا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں کرپشن نہیں

ہے۔ وہاں فطرت کے خلاف بات نہیں ہوتی۔ یہی فرق بندے اور اللہ کے دفتر کے درمیان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (قاسم) کے علاوہ اس کی رضا کے بغیر دے دے تو پھر بندے اور اللہ کے سسٹم میں کیا فرق رہ گیا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا کرتا ہے اتنا ہی گویا کہ پورا پورا آپ ﷺ بانٹتے ہیں۔ عطا اور بانٹ برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہلوایا کہ میں تو سو فیصد عطا کرتا ہوں اور تم کچھ فیصد بانٹو نہیں یہ محبوبیت ہے سب کچھ محبوب ﷺ کے در سے دلوانا ہے جو کہ حاکم کائنات کی شان کے شایاں ہے۔

نتیجہ یہ ہے نائب حاکم کائنات۔ احکم الحاکمین عطا کرے اور حاکم کائنات بانٹے۔

شانِ محبوب ﷺ

(ا) اے حبیب (ﷺ) اگر تو نہ ہوتا:- یہاں محب کی باتیں کرتے ہیں پھر محبوب (ﷺ) کی باتیں ہوں گی۔

(ا) محب کہتا ہے لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَ فْلَاکَ لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃِ اے محبوب (ﷺ) تو نہ ہوتا تو یہ کائنات نہ ہوتی۔ اے محبوب (ﷺ) تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔

(۲) ذکرِ محبوب (ﷺ) :- میرے ذکر کے ساتھ تیرا بھی ذکر ہو گا۔ کیونکہ تو میرا نائب اعظم ہے۔

(۳) یَا مُحَمَّدٍ کُلُّ اَحَدٍ یَّطْلِبُ رَضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رَضَاکَ فِی الدَّارَیْنِ۔ (تفسیر کبیر) اے محمد ہر کوئی میری رضا چاہتا ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

(ا) بدر کا میدان۔ جنگ ختم، جرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار پیچھے باقی ملا نکہ زرد عمامے باندھے ہوئے ہاتھوں میں گرد آلود نیزے ہیں کہتا ہے یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں اس وقت تک آپ ﷺ سے جدا نہ ہوں جب تک آپ (ﷺ) راضی نہ ہو جائیں تو کیا آپ (ﷺ) راضی ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ ہر جگہ محبوب (ﷺ) کی رضا کی خواہش۔ قیامت تک کیا بلکہ اس کے بعد بھی۔

(ب) شفاعت کے مرحلے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) کی امت کو بخش کر پوچھے گا۔ ارضیت یا محمد (کیا آپ راضی ہیں یا محمد (ﷺ) اور پھر آقا ﷺ فرمائیں گے رب قد رضیت۔ اے رب میں راضی ہوں۔

(ت) شب معراج۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے دیدار مصطفیٰ ﷺ کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دے دی تو تمام ملا نکہ سدرہ پر آبیٹھے اور جمال مصطفیٰ محمد ﷺ کو دیکھنے کے لئے سدرہ کو ڈھانپ لیا۔

تفسیر درمنثور میں ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے راوی انس بن مالک ہیں کہ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لَمَّا عَرَجَ بِیْ مَضٰی جِبْرِیْلَ حَتّٰی

جَآءَ الْجَنَّةَ فَدَ خَلْتُ فَاُعْطِیْتُ الْکَوْثَرَ ثُمَّ مَضٰی حَتّٰی جَآءَ السِّدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی فَدَنَا رَبُّکَ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ جب سدرۃ المنتہی پہنچے تو تیرا رب نزدیک ہوا۔ (یہاں دنا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اگر دنا کا فاعل آپ ﷺ ہوں تو پھر یہاں دنیت ہوتا۔ کیونکہ یہ آپ خود فرما رہے ہیں) اس کے بعد فرمایا تمہیں تیرا رب خوب اتر آیا (یہاں بھی تدلی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے) اور پھر اتنے قریب کہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور محب نے محبوب سے گفتگو کی۔ محبوب نے محب کو اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا۔ تو یہ ہے قرب الٰہی کی باتیں۔

(ش) یا محمد سے خطاب :۔ جتنی بھی احادیث صرف "یا محمد" کے خطاب سے شروع ہوتی ہیں ۲۱۲ ہیں اس کے علاوہ کئی احادیث کے درمیان میں اور بعض کے آخر میں "یا محمد" سے خطاب ہے۔ یہ محبوبیت کی وہ بلند ترین منزلیں ہیں جہاں کسی انسانی ذہن کی رسائی ممکن نہیں۔ قرآن میں یایھا النبی ۱۳ دفعہ اور یایھا الرسول ۲ دفعہ آیا ہے۔ چنانچہ یا محمد۔ یا نبی۔ یا رسول کہنا اللہ کی سنت ہے۔ کتنی بہترین سنت ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی سنت کی پیروی کر کے ایسے پکارتے ہیں۔ کہاں لکھا ہے ایسے نہ پکارو۔

(ج) فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا (القرآن) :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا پتہ پوچھنا ہے تو ایک خبیر ہے' سے پوچھو۔ آپ (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا پتہ ہمیں بتایا۔ باقی کیا رہ گیا۔ کوئی اور اللہ تو نہیں ہے جس کے متعلق آپ (ﷺ) نے نہ بتایا ہو۔

حاکم کائنات کے بندے

حاکم کائنات کا رستہ

فرمان الٰہی ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (۵/۳)

اے حبیب (ﷺ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا

دین کس کا:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دین اسلام میرے محبوب جو کہ حاکم کائنات ہے اس کا دین ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔ () قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ (۱۰/۱۰۴ یونس) فرمائیے اے لوگو۔ اگر میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو۔

(۲) قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ (۳۹/۱۴ الزمر) فرمائیے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کیلئے اپنے دین کو۔

(۳) لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (۱۰۹/۶) تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین)

بندے کس کے:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ (۳۹/۵۳ الزمر) تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(ا) تشریح کی ضرورت:۔ قرآن میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے سولہ جگہوں پر ارشاد فرمایا۔ میرے بندے اور اس آیہ میں ارشاد فرمایا۔ اے حبیب آپ کہیں اے میرے وہ بندو۔ اب عربی گرائمر کا قاعدہ یہ ہے کہ "قل" کے بعد جو بات کہی جائے وہ کہنے والے سے منسوب اور منسلک ہوتی ہے۔ دوسری آیت کی مثال یہ ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ فرمائیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اتباع کرو۔ چنانچہ ما تبعونی کا مطلب ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرو اسی طرح کی مزید مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ سورۃ نور ۳۲/۲۴ میں (من عبادکم) نکاح کرنے کے ضمن میں آیت ہے۔

(۲) **بندۂ رسول:**۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہیں وہ رسول کے بندے ہیں اور جو اتباع نہیں کرتے وہ رسول کے بندے نہیں۔ قرآن میں سورۃ مجادلہ میں دو جگہ پر لفظ حزب الشیطان ۵۸/۱۹ آیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ شیطان کے گروہ اور شیطان کے گروہ میں منافقین ہیں جیسا کہ اس آیہ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ بندے تو اللہ کے ہیں مگر پھر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ رسول کے ہو گئے یا شیطان کے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان بردار بندوں کو رسول ﷺ کے بندے قرار دیا۔

رستہ کس کا:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ (۱۲/۱۰۹ یوسف) فرمایئے یہ میرا رستہ ہے اور میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ زاویے نکلتے ہیں جس میں صرف ایک سیدھا رستہ ہے باقی سب غلط ہیں۔ صرف ایک سیدھا رستہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے جس پر ابوبکرؓ چلے' عمرؓ چلے' غنیؓ چلے' حیدرؓ چلے' حسن حسینؓ چلے' حضرات امامین چلے' داتا گنج بخشؒ چلے' غوث اعظمؒ چلے۔

اللہ تک کون لے جاتا ہے:۔ اللہ تک صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ لے جاتے ہیں آپ کے بغیر اللہ نہیں ملے گا۔ باقی سب گمراہی کے راستے ہیں۔

پیمانہ محبت

پیمانہ محبت :- قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (۹/۲۴)

ترجمہ۔ تم فرماؤ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہار کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ کیا یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

ایمان کی حد کیا ہے :- فرمان نبوی ہے لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اس کے والدین' اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔ جب تک میں تم کو تمہاری ہر چیز والدین اولاد اور ہر پیاری چیز سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی بنا پر میں منافقین مدینہ اپنا ایمان گنوا بیٹھے کیونکہ انہوں نے محبت کرنے کی بجائے آپ کی ذات' صفات' کمالات' جملات' معجزات میں نکتہ چینی شروع کر دی تھی اور یہاں تو چونکہ معاملہ محبوب کا ہے جو کہ حاکم کائنات بھی ہے اس لئے محبت' ادب اور ایمان کی تکون کے اندر ہونا لازمی ہے۔ جو نہ ہو گا وہ باغی تصور کیا جائے گا اور باغی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پیمانہ محبت کے اوزان :- اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت ۲۴ میں انسان کی تمام مجبوریاں گنوا دیں مثلاً

(ا) تمام رشتے جو انسان کو پیارے ہوتے ہیں ماں باپ بیٹے بھائی بیوی اور قبیلے۔

(۲) تمام مادی ضرورتیں جو زندگی میں ضروری ہوتی ہیں۔ مال و دولت، تجارت اور خوبصورت مکانات جنہیں بڑی محنت سے بناتا ہے۔ نئے نئے ڈیزائن کے ساتھ۔

(۳) ان تمام کو مشروط کر دیا محبوب کی محبت کے ساتھ۔ یعنی کہ حاکم کائنات زیادہ محبوب ہونا چاہئے ان تمام دنیاوی چیزوں سے۔

(۴) آگے اپنا فیصلہ بھی سنا دیا کہ آیا یہ میرے محبوب سے زیادہ تمہیں محبوب ہیں تو پھر

(۵) پھر میرے عذاب کا انتظار کرو۔

(٦) آخری بات یہ کر دی کہ میں فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا گویا کہ جو میرے محبوب سے زیادہ ان رشتوں اور چیزوں سے محبت کرے گا وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

یا نبی۔ یا رسول

D۱ یایها الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر ۵/۴۱

D۲ یایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۵/۶۷

D۳ یایها النبی حسبک الله ومن اتبعک من المومنین ۸/۶۴

D۴ یایها النبی حرض المومنین علی القتال ۸/۶۵

D۵ یایها النبی قل لمن فی ایدیکم ۸/۷۰

D۶ یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین ۹/۷۳، ۶۶/۹

D۷ یایها النبی اتق الله ۳۳/۱

D۸ یایها النبی قل لازواجک ۳۳/۲۸

D۹ یایها النبی انا ارسلنک شاهدا ۳۳/۴۵

D۱۰ یایها النبی انا احللنا لک ۳۳/۵۰

D۱۱ یایها النبی قل لازواجک ۳۳/۵۹

D۱۲ یایها النبی ۶۶/۱

یا سے خطاب :- (۱)۔ اوپر والی آیات سے ظاہر ہوا کہ "یا" سے پکارنا اللہ تعالیٰ کی

سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یارسول اللہ دو دفعہ کہا اور یا نبی تیرہ دفعہ کہا۔

(ب)۔ یا محمد سے بلانے والی احادیث کی تعداد ۱۱۲ ہے جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں میں ملتی ہیں۔ جن احادیث کے درمیان یا آخر میں لفظ "یا محمد" آتا ہے ان کی تعداد بے شمار ہے۔

(ت)۔ "یا" کے طریقہ پر پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ سنت الٰہی ہے۔

(ث)۔ حشر کے میدان میں دوزخی اسی "یا" کے لفظ سے جنتی لوگوں کو مدد کے لئے پکاریں گے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

ہمارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاک لما اظہرۃ الربوبیہ (اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی صفات' رؤف' رحیم اور رحمت سے متصف فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ جب بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ تو اپنی خواہش سے بولتے نہیں (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) آپ ﷺ کے لب مبارک اللہ تعالیٰ کے لب ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

ا۔ جنگ بدر :- فرمان الٰہی۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (الانفال)

ترجمہ۔ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی۔ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ بدر کے روز لڑائی کے دوران آپ ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی بھر ریت لی اور کفار مکہ کی طرف پھینکی جس نے ایک شدید آندھی کی صورت اختیار کر لی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ آندھی کفار کے خیموں کے لئے بربادی کا باعث ہوئی اور ہر کافر چاہے وہ میدان جنگ کی طرف پیٹھ کر کے ہی کھڑا تھا اس کی آنکھوں میں بھی ریت پڑی..... یہ ہے سزا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی مخالفت کرنے کی۔

ب۔ بیعت رضوان :- حدیبیہ کے مقام پر جب کفار مکہ نے آقا ﷺ کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تو پھر درخت کے نیچے بیعت ہوئی۔ وجہ یہ تھی آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا کہ انہیں بتا دیں کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔ قریش نے کہا کہ اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان کو طواف کعبہ کی پیش کش کی۔ انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور ﷺ کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ ادھر مسلمانوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خوش نصیب ہیں انہیں طواف کرنے کا موقع مل گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں۔ عثمان ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ پھر جب قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے۔ اس پر مسلمانوں کو

بہت جوش آیا اور رسول کریم ﷺ نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی۔ حضور نے اپنا بایاں دست مبارک داہنے دست اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان ؓ کی بیعت ہے اور فرمایا یا رب عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔ (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ عثمان شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی بیعت لی)۔ ابھی بیعت ہو رہی تھی کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ آیہ نازل ہوئی ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم (وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے)۔ گویا کہ آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن گیا۔

نکتہ :- یہ ساری صورت حال (Situation) اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کی کہ بیعت ہو اور اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہے۔ معترض اپنی خباثت کی وجہ سے اس واقعے کو آپ ﷺ کے خلاف علم کی نفی کے لئے پیش کرتا ہے۔ اگر برائے بحث یہ بات دیکھیں تو کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہ تھا کیونکہ وہ بھی اپنا ہاتھ بیعت کے لئے رکھ رہا ہے۔ سمجھ نہیں آئے گی تمہیں بصیرت کے بغیر اور بصیرت تو صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔

پیغمبر ﷺ جو کہے وہی شریعت ہے

کیوں؟ : پیغمبر جو کہے وہی شرع ہے۔ کیوں؟ :۔ اس لئے کہ آپ ﷺ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ تو وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى)

۱۔ آپ ﷺ نے جو فرمایا وہی قرآن بن گیا۔ وہی حدیث بن گیا۔ (اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۝)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا کہ نبی جو دے دے لے لو۔ جس سے منع کرے باز رہو۔ (وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۝)

۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ اور آقا ﷺ کے درمیان بات چیت ہے۔ سورۃ بقرۃ کی آخری ۲ آیات امن الرسول سے لے کر الکفرین تک۔

۴۔ شب معراج جو گفتگو محب اور حبیب کے درمیان ہوئی۔ اس کا جبریل علیہ السلام کو بھی پتہ نہ تھا کیونکہ وہ تیسرے نہ تھے۔ جیسے یہی دو آیات سورۃ بقرہ کی۔

۵۔ قرآن میں کونسی سورۃ میں (ثنا) سبحنک اللھم وبحمدک..... ہے؟

۶۔ قرآن میں کونسی سورۃ میں التحیات ہے؟

۷۔ قرآن میں کونسی سورۃ میں درود ابراہیمی ہے؟

۸۔ نماز جو کہ افضل ترین عبادت ہے۔ اس میں ثنا، التحیات اور درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔ پھر یہ منافق لوگ کیوں پڑھتے ہیں؟ کیونکہ قرآن میں تو نہیں ہے۔ کیا کوئی منافق اس کا جواب دے سکتا ہے؟

۹۔ شریعت میں نماز ایک واحد عبادت ہے جس کی کوئی معافی نہیں۔ اس لئے اس کی فضیلت ظاہر ہے۔ روز قیامت سب سے پہلے حساب کتاب میں پہلی پوچھ گچھ نماز کے متعلق ہو گی۔ بے نمازی نے دوزخ میں جا کر یہ وجہ بتائی ہے (لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ)

۱۰۔ نماز میں ثنا التحیات، درود ابراہیمی اس لئے پڑھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے جو فرما دیا وہی شریعت ہے۔

الـ خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ جو کہیں وہی قرآن ہے۔ وہی حدیث ہے۔ وہی نماز ہے
وہی شریعت ہے۔

صفات	محب جل جلالہ (رب العالمین)	محبوب ﷺ (رحمۃ للعالمین)
۱۔ معلم	الرحمٰن○علم القرآن○۲،۱/۵۵	یعلمھم الکتٰب والحکمۃ۱۲۹/۲
۲۔ تزکیہ	ولٰکن اللہ یزکی من یشاء۲۱/۲۴	ویزکیھم۱۲۹/۲
۳۔ نور	اللہ نور السمٰوٰت۳۵/۲۴	قد جاءکم من اللہ نور۱۵/۵
۴۔ راضی ہونا	واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ۶۲/۹	واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ۶۲/۹ (محبوب راضی تو پھر محب راضی)
۵۔ کریم	یایھا الناس ماغرک بربک الکریم۶/۸۲	انہ لقول رسول کریم۴۰/۶۹
۶۔ رؤف	اللہ بالناس سے رؤف الرحیم۲	بالمومنین رؤف الرحیم۱۲۸/۹
۷۔ رحیم	اللہ بالناس رؤف الرحیم۲	بالمومنین رؤف الرحیم۱۲۸/۹
۸۔ ہادی	یھدی من یشاء الی صراط المستقیم۲۱۳/۲	وانک لتھدی الی صراط مستقیم۵۲/۴۲
۹۔ ولی	اللہ ولی الذین امنوا۲۵۷/۲	انما ولیکم اللہ ورسولہ۵۶/۵
۱۰۔ عزت	فان العزۃ للہ جمیعا۱۳۹/۴	وللہ العزۃ ولرسولہ۸/۶۳
۱۱۔ اندھیروں سے نکالنا	لیخرجھم من الظلمٰت الی النور۲۱/۲۴	لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور۱/۱۴
۱۲۔ انعام کرنا	انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۲۷/۳۳	جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام کیا ۳۷/۳۳
۱۳۔ اطاعت	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول	من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
۱۴۔ حلال کرنا	ما احل اللہ لکم۸۷/۵	یحل لھم الطیبٰت۱۵۷/۷
۱۵۔ حرام کرنا	ما حرم اللہ ورسولہ۲۹/۹	ویحرم علیھم الخبٰئث۱۵۷/۷
۱۶۔ امر معروف	ان اللہ یامر بالعدل۹۰/۱۶	یامرھم بالمعروف۱۵۷/۷
۱۷۔ نہی عن المنکر	وینھی عن الفحشاء والمنکر۹۰/۱۶	وینھٰھم عن المنکر۱۵۷/۷
۱۸۔ واعظ	یعظکم لعلکم تذکرون۹۰/۱۶	قل انما اعظکم بواحدۃ۴۶/۳۴
۱۹۔ غنی کرنا	وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ۷۴/۹	
۲۰۔ عطا کرنا / ۲۱۔ فضل کرنا	ولو انھم رضوا ما اٰتٰھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ۵۹/۹	
۲۲۔ حکیم	ان اللہ عزیز حکیم۲۲۰/۲	یعلمھم الکتٰب والحکمۃ۱۲۹/۲

سورۃ بقرہ کی آخری آیات

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

قال (اللہ نے کہا) = فَمَا قَالُوْا یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہا۔

قلتُ (میں نے کہا) = قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔

فقال (اللہ نے کہا) = صَدَقْتَ وَسَلْ تُعْطَهٗ

قلت (میں نے کہا) = رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

قال (اللہ نے کہا) = قَدْ رَفَعْتُ عَنْكَ وَعَنْ اُمَّتِكَ الْخَطَاَ النِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ

قلت (میں نے کہا) = رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا (یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح)

قال (اللہ نے کہا) = لَكَ ذٰلِكَ اُمَّتِكَ (اے محبوب میں نے آپ کی امت کے لئے یہ بات مان لی)

قلت (میں نے کہا) = رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

قال (اللہ نے کہا) = قَدْ فَعَلْتُ

قلت (میں نے کہا) = وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

قال (اللہ نے کہا) = فَعَلْتُ (تفسیر کبیر اور تفسیر روح البیان کا مطالعہ کرو)

محمدؐ مصطفیٰؐ کے بغیر اللہ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اللہ تعالیٰ سے بغیر واسطہ بات چیت کی۔ جبرئیل علیہ السلام کو بھی اگلی صبح پتہ چلا ہو گا۔ محب اور حبیب کے درمیان جو بات چیت ہوئی وہ محب نے صرف محبوب کے الفاظ بنا دیئے۔ پھر حدیث بنا دی۔ پھر نماز بنا دی۔ عقل کیا کہتی ہے۔ اللہ تو صرف محمد مصطفیٰ سے ہی ملتا ہے۔ محمد ﷺ کے بغیر اللہ نہیں ملتا۔

اللہ اور رسول ـــ ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمان الٰہی)

۱۔ اطاعت :- اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۲۲ دفعہ) ۳/۳۲۔۱۳۳، ۴/۱۳۔۵۹۔۶۹۔۸۰، ۵/۹۲، ۸/۱۔۲۰۔۴۶، ۹/۷۱، ۲۴/۵۲۔۵۴۔۵۶، ۳۳/۳۳۔۶۶۔۷۱، ۴۷/۳۳، ۴۸/۱۷، ۴۹/۱۴، ۵۸/۱۳، ۶۴/۱۲

۲۔ ایمان:- امنوا باللہ ورسولہ (۲۰ دفعہ) ۳/۱۷۰، ۴/۱۳۶۔۱۵۶۔۱۷۱، ۵/۸۱، ۷/۱۵۸، ۲۴/۴۷۔۶۲، ۴۸/۹، ۴۸/۱۳، ۴۹/۹۔۵، ۵۷/۷۔۸۔۱۹۔۲۱۔۲۸، ۵۸/۴، ۶۴/۸، ۶۱/۱۱

۳۔ کفر:- کفروا باللہ ورسولہ (۵ دفعہ) ۳/۱۰۱، ۴/۱۵، ۹/۵۴۔۸۰۔۸۴

۴۔ مخالفت :- یحادو اللہ ورسولہ (۶ دفعہ) ۹/۶۳، ۸/۱۳، ۵۹/۴، ۵۸/۵۔۲۰۔۲۲

۵۔ ایذا دینا:- یوذون اللہ ورسولہ (۲ دفعہ) ۹/۶۱، ۳۳/۵۷

۶۔ نافرمانی:- یعص اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۴/۱۴، ۳۳/۳۶، ۷۲/۲۳

۷۔ جنگ :- حارب اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۲/۲۷۹، ۵/۳۳، ۹/۱۰۷

۸۔ دغا کرنا:- لا تخونوا اللہ ورسولہ ۸/۲۷

۹۔ جھوٹ بولنا:- کذبوا اللہ ورسولہ ۹/۹۰

۱۰۔ حرام کیا:- حرم اللہ ورسولہ ۹/۲۹

۱۱۔ استہزا کرنا:- اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۹/۶۵

۱۲۔ استغفار:- فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول ۴/۶۴

۱۳۔ طرف:- مھاجرا الی اللہ ورسولہ ۴/۱۰۰

۱۴۔ محبت:- احب الیکم من اللہ ورسولہ ۹/۲۴

۱۵۔ عطا:- ما اٰتٰھم اللہ ورسولہ

۱۶۔ فضل:- سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ ۹/۵۹

۱۷۔ راضی:- واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۹/۶۲

۱۸۔ غنی:- اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۹/۷۴

۱۹۔ دیکھنا:- فسیری اللہ عملکم ورسولہ ۹/۹۴، ۹/۱۰۵

۲۰۔ عزت:- واللہ العزہ ولرسولہ ۸/۶۳

۲۱۔ دوستی:- انما ولیکم اللہ ورسولہ ۵۵-۵۶/۵

۲۲۔ وعدہ:- وعدنا اللہ ورسولہ ۲۲-۱۲/۳۳

۲۳۔ سچ:- صدق اللہ ورسولہ ۲۲/۳۳، ۲۷/۴۸

۲۴۔ فرماں بردار:- للہ ورسولہ ۳۱/۳۳

۲۵۔ حکم:- قضی اللہ ورسولہ ۳۶/۳۳

۲۶۔ تقدم:- یدی اللہ ورسولہ ۱/۴۹

۲۷۔ غنیمت:- للہ وللرسول ۴۱-۱/۸، ۷/۵۹

۲۸۔ مدد:- ینصرون اللہ ورسولہ ۸/۵۹

۲۹۔ رسول اللہ:- رسول من عنداللہ ۱۰۱/۲، ۱/۶۳، ۲/۹۸

۳۰۔ بلایا جانا:- استجابو اللہ والرسول ۷۲/۳، ۲۴/۸، ۴۸/۲۴، ۵۱/۲۴

۳۱۔ برات:- براۃ من اللہ ورسولہ ۱/۹

۳۲۔ عہد:- عنداللہ وعند رسولہ ۷/۹

۳۳۔ اذن:- اذان من اللہ ورسولہ ۳/۹

۳۴۔ خیر خواہ:- نصحو للہ ورسولہ ۹۱/۹

۳۵۔ محرم راز:- من دون اللہ ورسولہ ۱۶/۹

۳۶۔ ڈرنا:- ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ ۵۰/۲۴

۳۷۔ رجوع:- فردوہ الی اللہ والرسول ۵۹/۴

۳۸۔ نازل:- انزل اللہ والی الرسول ۶۱/۴، ۱۰۴/۵

۳۹۔ بعثت:- بعث اللہ ورسولا ۴۱/۲۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے سے اللہ ملتا ہے

بصیرت ملتی ہے:- اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ تم فرماؤ یہ میری راہ ہے (محمد کی) میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں اہل بصیرت ہیں۔ وسبحان اللہ وما انا من المشرکین○ (۱۰۸/۱۲ یوسف) اور اللہ کو پاکی ہے اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔

تشریح:- اس آیہ کریمہ پر غور کریں تو چار باتیں ظاہر ہیں۔

(۱) کہلوانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) یہ کہلوایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے در تک چلو پھر تمہیں اللہ سے ملا دیں گے۔

(۳) بصیرت (دل کی آنکھیں) صرف اور صرف عشق مصطفیٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہی اتباع رسول کے معنی ہیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ سے ملاتا ہے اور یہ کوئی شرک والی بات نہیں۔

نکتہ کے گرد:- ایک نکتے کے گرد چاروں طرف سینکڑوں راستے نکلتے ہیں ان سینکڑوں راستوں میں صرف ایک سیدھا رستہ ہے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے در تک کا رستہ ہے۔ باقی سب راستے گمراہی کے ہیں اس سیدھے رستے کے متعلق بندہ ہر نماز میں جب سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو بار بار ہاتھ باندھ کر یہی کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ چونکہ اسی رستے پر صدیقین چلے۔ صالحین چلے۔ شہداء چلے یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے نوازا چنانچہ پھر آگے کہتا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعامات کئے۔ اور وہاں ان صدیقین صالحین اور شہداء پر انعامات الٰہی کی بارش اس لئے ہوئی کیونکہ ان اصحاب نے اللہ کے محبوب سے عشق کیا۔ ظاہر ہے پھر انعامات تو ملنے ہی تھے۔

سبحانک اللہ (ثنا) قرآن میں کہاں ہے؟:- تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت نماز ہے۔ شہیدوں نے بھی تمنا کی کہ ان کا شمار نماز گزاروں میں ہو۔ نماز کی کہیں بھی

معافی نہیں چاہے سفر میں ہو یا بیمار ہو یا حالت جنگ میں ہو۔ پھر قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا پوچھا جائے گا۔ پھر بے نمازی کو سزا کے طور پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور جنتیوں کے پوچھنے پر کہے گا (لم نک من المصلین۔ مدثر) ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ ایک دیدہ دانستہ نماز چھوڑنے کی سزا اسّی ہزار سال جہنم کی آگ میں سڑنا ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا جس نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑی وہ میری ملت سے خارج ہو گیا (فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّتِیْ)

التّحیات اور درودِ ابراہیمی قرآن کے کس پارے میں ہے؟:- نماز میں سب سے پہلے اللہ اکبر کے بعد (ثنا) سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھتے ہیں پھر جلسہ میں التحیات پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد درود ابراہیمی پڑھتے ہیں قرآن کی ۶۶۶۶ آیتوں میں یہ آیات تو نہیں ہیں۔ پھر بھی ہم پڑھتے ہیں اور درود ابراہیمی کے متعلق تو بعض مولوی کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور درود نہ پڑھو وغیرہ وغیرہ۔

پھر کیوں پڑھتے ہو؟ جواب دو

سوال یہ ہے کہ ثنا، التحیات، درود ابراہیمی تو قرآن کی کسی سورۃ میں نہیں تو پھر کس اتھارٹی یا کس بنا پر پڑھتے ہو۔ اس کا جواب کیا ہے؟

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک سے یہ الفاظ نکلے :- قرآن میں نہیں تو کیا ہوا۔ جب اس کائنات کے حاکم، رحمتہ للعالمین رؤف الرحیم کے لب مبارک سے یہ کلمات نکلے تو نماز بن گئے۔ قرآن بن گئے۔ حدیث بن گئے۔ آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے آپ ﷺ کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہیں۔ آپ ﷺ کے کان اللہ کے کان ہیں۔ آپ ﷺ کے پاؤں اللہ کے پاؤں ہیں اور آپ ﷺ کے لب مبارک اللہ کے لب مبارک ہیں۔ اس لئے جو الفاظ نکلے وہ شریعت ہے۔ وہ نماز ہے۔ وہ حدیث ہے۔ وہ قرآن ہے۔

اور رسول کی بات چیت قرآن ہے :- قرآن حکیم کی آیات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اللہ اپنے محبوب ﷺ سے محو گفتگو ہے۔ کبھی کہتا ہے دیکھ (انظر) کبھی کہتا ہے (قل) یہ کہہ دو کبھی کہتا ہے (الم تر) کیا تو نے یہ دیکھا۔ کبھی کہتا ہے (وربک) تیرے رب کی قسم کبھی کہتا ہے۔ تو میری قسم کھا لے (قل بلی وربی)۔ پھر محبوب کبھی کہتا ہے یا رب۔ غرضیکہ اس کو سمجھنے کے لئے بصیرت چاہئے جو صرف اور صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔

جبرائیل کہاں تھا؟ :- شب معراج جبرائیل علیہ السلام نے تو یہ کہا تھا کہ اگر میں اس مقام سے آگے ایک پور بھی جاؤں تو نور سے جل جاؤں گا۔ اور پھر محب کے لئے اگلا راستہ نامعلوم نہ تھا کیونکہ آپ ہی منزل آپ ہی مسافر۔ یہیں کہیں کا باشندہ تھا۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ (فِیْ خَبَرِ الْمِعْرَاجِ قَرَّبَنِیَ اللّٰهُ وَاَدْنَانِی اِلٰی سُنْدُسِ الْعَرْشِ ثُمَّ اَلْهَمَنِیَ اللّٰهُ اَنْ قُلْتُ)۔ معراج کی رات میرے اللہ نے مجھے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ میں عرش کے پائے تک پہنچا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا کہ میں کہوں۔

مِنْ دُوْنِ اللہِ اور بِاِذْنِ اللہِ ۔ غَیرُ اللہ

مِنْ دُوْنِ اللہ کے معنی :- اس کے معنی "اللہ کے سوا" یہ لفظ قرآن پاک میں ۲۴۴ دفعہ آیا ہے۔ تمام کی تمام آیات ان بتوں کے متعلق ہیں جن کو کفار مکہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے کیونکہ وہ انہیں (الٰہ) معبود سمجھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں ان بتوں کو شریک کر کے شرک کے مرتکب ہوتے تھے۔ چند ایک آیات کی مثالیں درج ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ا۔ بت بولیں گے۔ :- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ (۲۵/۱۷ الفرقان)

ترجمہ۔ اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ پھر ان معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیئے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے۔ بت عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں۔ اس آیہ میں بتوں سے خطاب ہوا اور وہ "من دون اللہ" ہوئے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ۔ کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے۔ اور اللہ اور رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہ) اللہ، رسول اور مومنین کے علاوہ ہیں۔

۳۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ (۵/۴۶ الاحقاف)

ترجمہ۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک

اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر نہ ہو اور جب لوگوں کا حشر ہو گا ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔ اس آیہ سے بھی معلوم ہوا کہ "مِن دُونِ اللہ" سے مراد وہ بت ہیں جو قیامت کو مکر جائیں گے۔

خلاصہ :- جتنی بھی آیات جن میں لفظ "مِنْ دُونِ اللہ" آیا ہے ان کی تعداد ۱۴۴ ہے تمام کی تمام آیات ہیں "اللہ کے سوا" سے مراد بت ہیں۔ اوپر تین مثالیں دی گئی ہیں جن میں صاف ظاہر ہے کہ "مِن دون اللہ" قیامت کے دن بولیں گے۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی عطا کر دے گا اور پھر وہ بتائیں گے کہ انھوں نے انسانوں کو گمراہ نہیں کیا تھا اور وہ ان کی پوجا کے منکر ہو جائیں گے۔ کیونکہ انھوں نے تو انسانوں کو پوجنے کو نہ کہا تھا۔

غلط فہمی دُور ہونی چاہیے :- جاہل اور ان پڑھ لوگ "مِنْ دُوْنِ اللہ" یعنی اللہ کے سوا کے معنوں میں انبیاء اولیاء لے آتے ہیں۔ یہ جہالت، کم علمی اور بصیرت کی کمی ہے رسول اور مومنین کے متعلق سورۃ توبہ کی آیت ۱۹ (جو اوپر بیان ہوئی ہے) میں یہ صاف طور پر بیان ہے کہ ان کے علاوہ "مِن دون اللہ" ہیں۔ اور ظاہر ہے وہ بت ہیں اگر پھر بھی کوئی جاہل ضد کرے تو سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے کیونکہ وہ اللہ کے قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھا چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے باغی کی سزا قتل ہے۔

غیر اللہ کے معنی :- اللہ کے سوا کسی اور کو اللہ مان کر اس کی پوجا کی جائے یہ لفظ قرآن میں ۱۷ دفعہ آیا ہے اور ہر جگہ اس سے مراد جھوٹے الٰہ ہیں۔

(۱) قرآن کہتا ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ (۴/۸۲ نساء) ترجمہ۔ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اس آیہ میں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ اگر کسی اور الٰہ (جھوٹے) کا ہوتا تو ضرور اختلاف پاتے۔

(۲) قرآن کہتا ہے۔ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ (۶/۴۶ الانعام) اللہ کے علاوہ کون اور اللہ ہے؟

(۳) قرآن کہتا ہے۔ (قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا (۷/۱۴۰) کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا

اور اللہ تلاش کروں۔

(۳) قرآن کہتا ہے۔ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (۱۷۳/ البقرہ) اور وہ جانور جو اللہ کے نام کے علاوہ ذبح کیا گیا ہو۔

تشریح :- جانور پر جب اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لیا جائے جیسا کہ کفار مکہ اپنے بتوں کے نام لے کر ان کو ذبح کرتے تھے وہ حرام ہے۔ لیکن مسلمان تو اللہ ہی کا نام لیتے ہیں۔ جانور پر چھری پھیرتے وقت بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہتے ہیں (کوئی بھی مسلمان کسی جھوٹے الہ (بت) وغیرہ کا نام نہیں لیتا باقی جانور کی عیدالاضحیٰ پر قربانی کی جاتی ہے۔ عقیقہ اور ولیمہ اور صدقہ وغیرہ کے لئے بھی قربان کیا جاتا ہے تو سب پر اللہ ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ اس آیہ کی مفہوم کے مخاطب کفار مکہ ہیں نہ کہ آج کے مسلمان جیسا کہ جاہل اجڈ سمجھتا ہے۔

باذن اللہ :- اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اذن کے معنی حکم کے ہیں اور یہ لفظ قرآن میں ۸۲ دفعہ مختلف سورتوں میں آیا ہے ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کے بغیر کوئی ایک ذرہ کا ایک قطرہ کا مالک نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے۔ بعض بندوں کو انبیاء اور اولیاء کرام کو "اپنے حکم" سے معجزات و کرامات عطا کیں ہیں۔ چونکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت چلتی ہے۔ اس لئے جن انبیاء و اولیاء نے جو معجزات و کرامات کیں وہ اللہ ہی کے حکم سے تھیں۔

باذن اللہ کے بعد شرک ختم ہو جاتا ہے :- یہ بات سمجھنا بہت آسان ہے۔ جب حکم الٰہی سے جو بھی کام ہو تو وہ پھر شرک کے دائرے میں نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم میں بہت مثالیں ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کر "اڑ اللہ کے حکم سے" کہتے تو اس میں جان پڑتی اور پرندہ اڑ جاتا یہ سورہ ال عمران کی آیہ ۴۹/ ۳ میں ہے۔ تمام مولوی حضرات جانتے ہیں۔ یہ "خالقیت" کی عطائے الٰہی ہے۔

(۲) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے کہتے ہیں اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

یہ بحیثیت کی عطا ہے۔
(۳) انبیاء اور اولیاء کرام کے معجزات و کرامات "اللہ تعالیٰ کے حکم" سے ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہی ہے۔ اس لئے یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی الوہیت کا دعویٰ کرے اور پھر کہے کہ یہ سب میرے حکم سے ہوتا ہے تو وہ مشرک ہے اور شرک کا ارتکاب کر رہا ہے انبیاء، اولیاء کرام نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

توبہ کا دروازہ

توبہ کی ضرورت:۔ انسان شر اور خیر کا مجموعہ ہے اس سے نیک کام بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ نیک کاموں کا اجر ملتا ہے لیکن برے کاموں کی سزا ملتی ہے۔ اور ایسی سزا جو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے طور پر رکھی ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے توبہ کے متعلق اپنے فیصلوں سے واضح طور پر قرآن میں بتا دیا ہے کہ کیسے توبہ کریں اس کا مفہوم کیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ لفظ قرآن حکیم میں ستاسی (۸۷) دفعہ آیا ہے۔ چند آیات اور اس کا مفہوم درج ذیل ہے۔ بنیادی طور پر توبہ کے نکات یہ ہیں کہ انسان گناہوں سے نادم ہو کر پہلی بات یہ ہے کہ توبہ کرے۔ پھر آئندہ ایسا گناہ نہ کرے اور واقعتاً" اسے معلوم ہو گا کہ وہ اس گناہ کو جس کے لئے توبہ کی تھی نہیں کر رہا۔

توبہ کا طریقہ۔ مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ دو:۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے ہر کام کا۔ گویا کہ ایک طریقہ وضع کر دیا ہے چنانچہ توبہ کا بھی ایک طریقہ ہے اور وہ سمجھنا اس لئے آسان ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے دعا کی تھی رب انی اسئلک بحق محمد تغفرلی اے میرے رب میں تجھے محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ دوسری اہم بات وہ حکم ہے جو ہم اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کو ملا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تیرے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کرے۔ تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اس میں سمجھنے کا نقطہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دے کر معافی مانگیں تو وہ ضرور (لوجدوا اللہ کنا) پائیں توبہ قبول کرنے والا۔ اس نوعیت کی صرف یہ ایک ہی آیہ ہے۔ بہت آسان فہم ہے۔

توبہ کیوں؟:۔ قرآن کہتا ہے اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ (۶/۵۴) کہ تم میں سے جو کوئی جہالت میں کچھ برائی

کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور سنور جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

موت کے وقت توبہ قبول نہیں :- وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ترجمہ۔ اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی۔ اور نہ ان کی جو کافر مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (۴/۱۸)

گستاخان رسول کو مشورہ :- ایک مخلص مومن سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق تبلیغ بھی کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ شاید کوئی اپنا ایمان بچا لے اور دوزخ سے بچ جائے چنانچہ وہ لوگ جنہوں نے دیدہ دانستہ یا نادیدہ دانستہ حبیب اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات نکالے تحریری یا تقریری۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کیا اور اپنی رائے سے مرضی کے مواقف مطلب نکالا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا محض اپنی جہالت اور کم علمی کی وجہ سے۔ جنہوں نے رحمتہ للعالمین رؤف الرحیم ﷺ کی نورانیت کا انکار کیا آپ کے کمالات یعنی معراج کو جھٹلایا۔ آپ کے صفات یعنی آپ ﷺ کے علم مبارک میں نکتہ چینی کی آپ ﷺ کے اختیارات کا انکار کیا۔ آپ ﷺ کے معجزات کا تمسخر اڑایا۔ اس وطیرہ سے انہوں نے دنیا اور آخرت برباد کر لی۔ ان کو مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ بہت قبل از موت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے حبیب ﷺ کا واسطہ دے کر ان تمام باتوں سے توبہ کریں وہ غفور رحیم ہے۔ جب اسے اس کے حبیب ﷺ کا واسطہ دیں تو ضرور توبہ قبول کرلے گا۔ ورنہ موت کے وقت جب پتہ ہو کہ اب ٹائم پورا ہو رہا ہے توبہ قبول نہیں کرتا اور یہی وجہ تھی کہ فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ فرعون کی سنت پر عمل نہ کریں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا منصب آپ کا رتبہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
فرش ہے مسند، عرش ہے تکیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

صحرا صحرا، گلشن گلشن، قریہ قریہ، بستی بستی
اُن کے کرم کی ہر سُو برکھا صلّی اللہ علیہ وسلّم

بحرِ عطا ہیں، ابرِ سخا ہیں، نورِ خدا ہیں شمعِ ھُدا ہیں
ہر پہلو سے آپ ہیں یکتا صلّی اللہ علیہ وسلّم

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک، تاباں تاباں، خنداں خنداں
عکسِ جمالِ چہرۂ زیبا صلّی اللہ علیہ وسلّم

مخبرِ صادق، رہبرِ کامل، محسنِ اعظم، ھادیٔ برحق
عظمت کے عنواں ہیں کیا کیا صلّی اللہ علیہ وسلّم

جادہ جادہ، منزل منزل، جلوت جلوت، خلوت خلوت
روشن روشن نقشِ کفِ پا صلّی اللہ علیہ وسلّم

کوئی ستم ہو، کوئی الم ہو، کوئی خطا ہو، کوئی سزا ہو
سب کا تدارک ایک یہ نسخہ "صلّی اللہ علیہ وسلّم"

نور کا پیکر، شاہدِ داور، ساقیٔ کوثر، شافعِ محشر
اللہ اللہ کملی والا صلّی اللہ علیہ وسلّم

یا صاحب الجمالِ و یا سیّد البشر
من وجہک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ